مئے محبت

غزلیات و رباعیات

صادق دہلوی

شمعِ محبّت

غزلیات و رباعیات

الحاج صوفی محمد یٰسین خاں صادق دہلوی
قادری، ابوالعلائی، چشتی، جہانگیری، حسنی

(جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں)

پہلی بار : ۱۹۸۱ء
تعدادِ اشاعت : پانچ سو ——— صفحات
طابع : اعلیٰ پریس دہلی
آرٹسٹ : سید احمد
خوشنویس : محمد عبدالباسط ہاشمی
قیمت : دس روپے
ناشر: حاجی محمد یٰسین خاں صادق دہلوی ۱۵۵۲ گلی مسجد میر کر
قاسم جان اسٹریٹ دہلی - ۶ ...۱

ملنے کے پتے

(۱) انجمن ترقی اردو بکڈپو - اردو بازار جامع مسجد دہلی ۱
(۲) مکتبہ جامعہ - اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶ ...۱
(۳) سنٹرل بکڈپو - اردو بازار جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶
(۴) کتب خانہ رحیمیہ - اردو بازار جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶

مُصنّف

نام : محمد یٰسین خاں (نسلاً یوسف زئی پٹھان)

تخلص : صادق

پیدائش : ۱۲ر جون ۱۹۲۶ء

وطن : دہلی

تلمیذ : حضرت ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب مخمور دہلوی ؒ

سلسلۂ بیعت

سُلطان الاولیاء حضرت الحاج خواجہ محمد حسن شاہ صاحبؒ

قادری، ابوالعلائی، چشتی، جہانگیری،

محسنِ صادق

قطبِ عالم، غوثِ ثانیؒ

حضرت الحاج مولانا محمد خوشحال شاہ صاحب

کی

نذر

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

صادق دہلوی

قطب عالم غوث ثانی
حضرت الحاج مولانا محمد خوشحال شاہ صاحب

الحاج صوفی محمد یٰسین خاں صادق دہلوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر نظر کو ہے آرزو تیری
ہر زباں پر ہے گفتگو تیری

مہرباں تو ہے سارے عالم پر
زیب دیتی ہے تجھ کو خو تیری

راحتِ قلب و جاں ہے نام ترا
ہر نفس میں بسی ہے بُو تیری

تیرا ملنا مُحال ہے لیکن
راہبر خود ہے جستجو تیری

نور ہی نور ہے فضاؤں میں
اک تجلّی ہے چار سُو تیری

ماہ پاروں میں تذکرہ تیرا
قدسیوں میں ہے گفتگو تیری

ساری مخلوق کی نگاہوں میں
سب سے افضل ہے آبرو تیری

سبزہ زاروں میں رنگ ہے تیرا
ہے فضائے چمن میں بُو تیری

تیرے جلوے ہیں چشمِ صادق میں
پھر بھی دل کو ہے جستجو تیری

دل و دماغ کو آنکھوں کو روشنی دے دو
مرے حضور مجھے حسنِ زندگی دے دو

چمن میں غنچہ و گل کو شگفتگی دے دو
کلی کلی کو اب احساسِ زندگی دے دو

تمہاری شانِ سخاوت کا بول بالا ہو
جسے بھی چاہا ہو اُسے تاجِ خسروی دے دو

تمہارے در پہ میں دامن پسارے بیٹھا ہوں
مجھے تم اپنی محبت کی زندگی دے دو

تمہاری بخشش و رحمت ہے سارے عالم پر
تم اپنی راہ کی مجھ کو بھی روشنی دے دو

تمھیں ہو مالک و مختار باغ عالم کے
مری حیات کے گلشن کو تازگی دے دو

تم اپنی یاد کی توفیق بخش دو مجھ کو
مری زباں کو ذوقِ ثنا گری دے دو

ہماری تشنہ لبی کا یہی تقاضا ہے
نگاہِ ناز سے اک جامِ بیخودی دے دو

تمھیں ہو محفلِ رنداں میں ساقیٔ محفل
نفس نفس کو مرے کیفِ سرمدی دے دو

کرم کی آس ہے تم سے کہ تم ہو بندہ نواز
فسردہ ایک زمانے سے ہوں خوشی دے دو

تمھارے نقشِ قدم پر جبیں ہے صادق کی
نیاز مند کو تم لطفِ بندگی دے دو

خدا نے تجھ میں وہ حسن و جمال رکھا ہے
کہ دو جہاں میں تجھے بے مثال رکھا ہے

غمِ جہاں نے مجھے پائمال رکھا ہے
مگر تمھارے کرم نے سنبھال رکھا ہے

تمھیں کو بگڑی بنانی ہے بندۂ در کی
تمھارے سامنے میں نے سوال رکھا ہے

نہ تم سا کوئی سخی ہے نہ تم سا کوئی امیر
تمھیں نے میرا ہمیشہ خیال رکھا ہے

تمھارا کوئی بھی ہمسر ہوا نہ ہوگا کوئی
تمھیں میں حق نے یہ وصفِ کمال رکھا ہے

نگاہِ لطف سے صادق کو بھی نواز دیا
گناہ گار کا کتنا خیال رکھتا ہے

○

ساری دُنیا کے حسیں ایک طرف
آپ کا رُوئے مبیں ایک طرف

گلشنِ خلدِ بریں ایک طرف
تیرے کوچے کی زمیں ایک طرف

سارے عالم میں درخشانی ہے
شمع جلتی ہے کہیں ایک طرف

نکہتِ گُل کی قسم، گلشن میں
آپ ہیں جلوہ گزیں ایک طرف

کعبۂ دل میں سجالی ہم نے
تیری تصویرِ حسیں ایک طرف

عشق میں جو بھی ملے اے صادق
دل میں رکھ لینا کہیں ایک طرف

○

اِس قدر ذوقِ محبّت تمام ہونا چاہیے
ہر زباں پر آپ ہی کا نام ہونا چاہیے

زندگی بن جائے اسرارِ دو عالم کی امیں
تیری نظروں سے عطا وہ جام ہونا چاہیے

جذبۂ جوشِ محبّت کا تقاضا ہے یہی
زندگی کا ہر نفس پیغام ہونا چاہیے

تیرے میخواروں میں مجھ سا کون ہے رندِ خراب
تیرا میخانہ تو میرے نام ہونا چاہیے

روزِ اوّل سے ہے مجھ کو دعویٰ عشق و وفا
مجھ پہ دُنیا کا ہر اک الزام ہونا چاہیے

پتھر دل کی آنکھ سے ٹپکے لہو اے سوزِ دل
غم چھپانے کا بھی کچھ انعام ہونا چاہیے

○ کم سے کم اتنا تو مل جائے وفاؤں کا صلہ
تیرے دیوانوں میں میرا نام ہونا چاہیے

میرے ہر آنسو کو مل جائے تمہاری روشنی
میرا ہر آنسو چراغِ شام ہونا چاہیے

گلستاں میں کھلنے والی ہر کلی مرجھا گئی
مسکرانے کا یہی انجام ہونا چاہیے

ساری دنیا کو تمنا ہے ترے دیدار کی
اب تجھے زیبِ قمارِ بام ہونا چاہیے

عشقِ صادق کی ترا اے صادق یہی معراج ہے
بس اسی کا ذکر صبح و شام ہونا چاہیے

میلہ سا ترے در پہ جو روزانہ لگے ہے
اندازِ نظر تیرا کریمانہ لگے ہے

ہے شان تری سارے زمانے سے نرالی
فرزانہ تری بزم میں دیوانہ لگے ہے

غم خانۂ دل میں ہے ہر اک سمت اُجالا
روشن ترے جلووں سے یہ کاشانہ لگے ہے

یہ ذوقِ تخیل ہے کہ ہے معراجِ تصور
ہر شے میں جمالِ رُخِ جانانہ لگے ہے

ساقی تو مجھے اپنی نگاہوں سے پلا دے
آغوشِ نظر میں تری میخانہ لگے ہے

ساقی ہے تری چشمِ توجہ کا کرشمہ
میخانہ بھی اب صورتِ پیمانہ لگے ہے

ہر در کو درِ یار سمجھ رکھا ہے میں نے
ہر کوچہ مجھے کوچۂ جانانہ لگے ہے

اس طرح مرے خواب سجائے ہیں کسی نے۔
آئینہ مجھے دل کا صنم خانہ لگے ہے

جس دن سے ہوا دُور کوئی میری نظر سے
ہر گوشۂ ہستی مجھے ویرانہ لگے ہے

سُنتا ہوں کسی سے جو میں روداد کسی کی
وہ میرے ہی غم کا مجھے افسانہ لگے ہے

اس میں بھی کوئی راز ہے اس میں بھی کوئی بات
ہر شخص تری ذات کا دیوانہ لگے ہے

صادق تری رفعت کا یہی راز ہے شاید
تو سجدہ گزارِ درِ جانانہ لگے ہے

⁂

جس وقت، جہاں میں نے ترا نام لیا ہے۔
گِرنے نہ دیا تو نے مجھے تھام لیا ہے

ظُلمات کے ماحول کو بخشے ہیں اُجالے۔
ہم نے تری نسبت سے بڑا کام لیا ہے

سچ بات ہے ایسا تو نہ تھا میرا مُقدّر
یہ تیرا کرم ہے کہ ترا نام لیا ہے

دُنیا میں بھی عقبیٰ میں بھی آئے گا مرے کام
میں نے جو تری ذات سے پیغام لیا ہے

اک ذکر ہے تیرا جو کیا ہم نے بصد شوق
اک نام ہے تیرا جو ہر گام لیا ہے

بھٹکے ہیں جہاں میرے قدم تیری طلب میں
مجھ کو تری یادوں نے وہیں تھام لیا ہے

پُر کیف فضائیں ہوئیں پھر سارے جہاں کی
جب عالمِ مستی میں ترا نام لیا ہے

دامن نہ چھُڑایا کسی طوفاں سے میں نے
ٹوٹی ہوئی ہمت سے عجب کام لیا ہے

ہے پاسِ ادب عشق میں صادق کو یہاں تک
چومے ہیں قدم تیرے ترا نام لیا ہے

٭

آپ نے نقاب اپنے رُخ سے کیا اُٹھا دی ہے
ہر طرف زمانے میں آگ سی لگا دی ہے

آپ کی نگاہوں نے اس قدر پلا دی ہے
ہوش کر دیئے رخصت بیخودی بڑھا دی ہے

کیوں نقاب اُٹھائی تھی کس لئے گرا دی ہے
میں نے کیا خطا کی تھی جس کی یہ سزا دی ہے

آپ اب سما جائیں میرے دیدہ و دل میں
آپ کی تمنا میں ہر طلب مِٹا دی ہے

کیا ندائے دل میری آپ تک نہیں پہنچی
زندگی کی راہوں میں ہر قدم صدا دی ہے

آپ نے سنوارا ہے گلشنِ محبت کو
مہر و ماہ و انجم کو آپ نے ضیا دی ہے

ہر طرف بہاریں ہیں ہر طرف حسیں منظر
آپ نے نگاہوں کی انجمن سجادی ہے

آپ یہ تو فرمائیں دردِ لادوا دے کر
مجھ کو زندگانی کی کس لیے دُعا دی ہے

آپ نے سُنا کیا ہے آپ سے کہا کیا تھا
بات تو نہ تھی کچھ بھی آپ نے ہوا دی ہے

جب کبھی سوال آیا عشق میں وفاؤں کا
اِک نہ اِک نئی تہمت آپ نے لگا دی ہے

برق سے کوئی پوچھے اِس بھرے گلستاں میں
میرے ہی نشیمن کی شاخ کیوں جلا دی ہے

دو جہاں میں رُسوا ہے آج آپ کا صادقؔ
آپ نے محبت میں خوب یہ سزا دی ہے

٭٭٭

کسی سے کیا کہیں جب رازداں سے کچھ نہیں کہتے
ہر اک غم دل میں رکھتے ہیں زباں سے کچھ نہیں کہتے

اُسے بیداد کرنے سے کبھی فرصت نہیں ملتی
ہمیں پاسِ وفا ہے مہرباں سے کچھ نہیں کہتے

زمانے کے ستم، دُنیا مخالف، آسماں برہم
مگر ہم ہیں کہ ہم اپنی زباں سے کچھ نہیں کہتے

° جلایا جا رہا ہے تنکا تنکا آشیانے کا
ہمارا ظرف دیکھو باغباں سے کچھ نہیں کہتے

لُٹے جاتے ہیں کیسے کارواں در کارواں لیکن
تعجب ہے کہ میرِ کارواں سے کچھ نہیں کہتے

کسی سے کیا کہیں ہم اپنی بربادی کا افسانہ
جہاں کچھ بھی کہے ہم تو جہاں سے کچھ نہیں کہتے

ہماری کشتیِ امید ہے طوفاں کے دامن میں
تماشا دیکھتے ہیں پاسباں سے کچھ نہیں کہتے

یہ اپنی تشنگیٔ سوزِ غم جل کر بجھاتے ہیں
پتنگے ہیں کہ شمعِ شعلہ فشاں سے کچھ نہیں کہتے

ہم اہلِ عشق ہیں رکھتے نہیں اظہار کا شیوہ
ہزاروں زخم کھاتے ہیں زباں سے کچھ نہیں کہتے

زمانے سے زمانہ درپئے آزار ہے لیکن
کسی عنواں کبھی ہم زباں سے کچھ نہیں کہتے

انھیں رندوں کو ملتے ہیں نگاہِ مست کے ساغر
کسی عالم میں جو پیرِ مغاں سے کچھ نہیں کہتے

سمجھ لیتے ہیں صادق جو مشیت کے اشاروں کو
وہ دیوانے کبھی اپنی زباں سے کچھ نہیں کہتے

⁂

جب سے رہبر ہو تم مرے دل کے
آ رہے ہیں سلام منزل کے

ہاتھ چومے ہیں اپنے قاتل کے
حوصلے دیکھئے مرے دل کے

کیا ہیں آداب تیری محفل کے
کوئی سمجھا نہیں بجز دل کے

تیری یادوں نے کر دیئے تازہ
بھر گئے زخم جب مرے دل کے

تیری تصویر بن کے رہتے ہیں
دیکھنے والے تیری محفل کے

میں شہیدِ غمِ محبت ہوں
مجھ پر احساں ہیں میرے قاتل کے

جلوہ گر تم ہوئے جو محفل میں
اُڑ گئے ہوش ساری محفل کے

تم سے منسوب عشق ہے میرا
تم ہی عنواں ہو قصّہ دل کے

مِٹ گئے جو تمہاری راہوں میں ٥
بن گئے وہ چراغ منزل کے

تیرے کوچے میں زندگی گزرے
یہ ہیں ارماں تیرے سائل کے

ہر مسافر کو جو نہیں ملتے ٥
وہ ہیں رستے تمہاری منزل کے

کاش یہ راز جان لیتے ہم
غنچے مُرجھا رہے ہیں کیوں کِھل کے

خوگرِ غم ہے زندگی میری
کون سمجھے گا غم مرے دل کے

جس طرف دیکھئے زمانے میں
تذکرے ہیں تمہاری محفل کے

کل جو ٹکرا رہے تھے طوفاں سے
آج نزدیک ہیں وہ ساحل کے

ہم کو حالات کا ہے اندازہ
ہم مقابل رہے ہیں مشکل کے

وقت کی گتھیاں بھی سُلجھیں گی
لوگ سُلجھائیں گے اگر مِل کے

اور کچھ دیر کو ہیں اے صادق
فاصلے اُس نگاہ سے دِل کے

○

لاکھ اُلجھے رہے ناکامیِ تدبیر سے ہم
دل شکستہ نہ ہوئے گردشِ تقدیر سے ہم

لب پہ لائے نہ کبھی شکوۂ بیدادِ جہاں
مطمئن ایسے ہوئے کاتبِ تقدیر سے ہم

ہم پہ دُنیا تری ہستی کا گماں کرتی ہے
اتنے ہم رنگ ہوئے ہیں تری تصویر سے ہم

خاک کے ذرّوں کی تقدیر چمک اُٹھی ہے
آئینہ بن ہی گئے حُسن کی تنویر سے ہم

اُس نے دیکھا تھا محبت کی نظر سے صادقؔ
رشکِ کونین ہوئے عشق کی تاثیر سے ہم

○ جب اُس کی راہ میں ہستی مٹائی جاتی ہے
پھر اپنی ذات میں وہ ذات پائی جاتی ہے

○ وہ جس پہ حُسن کی بجلی گرائی جاتی ہے
اُسی کو عشق کی منزل دکھائی جاتی ہے

○ ترے کرم میں کمی کا سوال کیا معنی
کمی ہماری طلب ہی میں پائی جاتی ہے

ہزاروں دامنِ اُمید بھرتے جاتے ہیں
گدا نواز نظر جب اُٹھائی جاتی ہے

اگر یہ بندہ نوازی نہیں تو پھر کیا ہے
نیاز مند کی قسمت بنائی جاتی ہے

ہے ذکر آپ کا میری زبان پر ہر دم
عنایت آپ کی کچھ اس میں پائی جاتی ہے

میں اُن کے رُخ پہ دل و جاں نثار کرتا ہوں
کہ جن کی روشنی عالم میں پائی جاتی ہے

یہ ہم سے پوچھئے یہ راز ہم بتائیں گے
نظر ملا کے نظر کیوں جھکائی جاتی ہے

تری گلی کی میں تعریف کیا بیان کروں
یہیں تو خلد کی تصویر پائی جاتی ہے

وہ مسکراتے ہوئے آ گئے نگاہوں میں
تصورات کی دنیا سجائی جاتی ہے

زمانہ لاکھ چھپائے تو چھپ نہیں سکتی
نظر سے آگ جو دل میں لگائی جاتی ہے

جبینِ شوق وہی سرفراز ہے صادق
جو اُن کے نقشِ قدم پر جھکائی جاتی ہے

٭

○

جس پہ دنیا کا سر خم ہے
تیرا ہی وہ نقشِ قدم ہے

تیری عنایت یہ کیا کم ہے
عشق و وفا کا دل محرم ہے

دید کا طالب بندۂ غم ہے
آجاؤ آنکھوں میں دم ہے

نام تمہارا، یاد تمہاری
دل کے زخموں کا مرہم ہے

آپ کے غم کو کیسے بھلادوں
جان سے پیارا آپ کا غم ہے

جرم ہوا اظہارِ محبت
مجھ سے اک دنیا برہم ہے

رشک ہے مجھ پر درد و الم کو
صبر و رضا کا یہ عالم ہے

تیرے تجسس میں رہتا ہوں
یہ بھی تیرا خاص کرم ہے

اک دن منزل مل جائے گی
عزم ہمارا مستحکم ہے

کشتیٔ دل ہے تیرے حوالے
طوفانوں کا کس کو غم ہے

تیری محبت کے صدقے میں
دنیا میں صادقؔ کا بھرم ہے

⁂

○

میں ہوں تسلیم و رضا کا آئینہ
عشق کا حاصل، وفا کا آئینہ

پیکرِ ایثار و قربانی ہے کون
ہم ہیں اب کرب و بلا کا آئینہ

دیکھنے میں ہوں میں تصویرِ جنوں
ہوں حقیقت میں وفا کا آئینہ

عشق کی خوش قسمتی سے بن گیا
میرا دل اُس دل رُبا کا آئینہ

اے سراپا نازِ ماضی کی طرح
آج بھی ہے دل میں وفا کا آئینہ

تیرا ہر غمزہ ہے رنگین و لطیف
تو ہے انداز و ادا کا آئینہ

رفتہ رفتہ میری ہستی بن گیا
آپ کے رُخ کی ضیا کا آئینہ

کون بن سکتا ہے اس دل کے سوا
بندۂ حق آشنا کا آئینہ

اپنی صورت دیکھ صادق غور سے
تو ہے خاصانِ خدا کا آئینہ

٭٭٭

○

کیا ہے نفس نفس کا پیغام سوچ لینا
آغاز ہی میں اپنا انجام سوچ لینا

اُلفت سے پہلے اپنا انجام سوچ لینا
آتے ہیں اس میں اکثر الزام سوچ لینا

دُنیا کی جستجو میں کیوں جان دے رہے ہو
ملتے ہیں اس بلا سے آلام سوچ لینا

قائم رہے گی کب تک بزمِ نشاط آخر
دنیا کی ہر خوشی کا انجام سوچ لینا

صدمے تو دے رہے ہو تم میرے دل کو لیکن
اک دن نہ ٹوٹ جائے یہ جام سوچ لینا

کلیوں کے دل دھڑک کر آواز دے رہے ہیں
اے باغباں چمن کا انجام سوچ لینا

قصہ ہمارے غم کا انعام ہے تمہارا
اس داستاں کا تم ہی کچھ نام سوچ لینا

اپنے مریضِ غم کا درماں تمہیں کرو گے
آئے گا وہ بھی اک دن ہنگام سوچ لینا

دنیا کے تو تقاضے کچھ اور ہی ہیں صادق
اُن کی نظر کے کیا ہیں پیغام سوچ لینا

٭٭

○

ایک سے بڑھ کر ایک حسیں ہے
تم جیسا تو کوئی نہیں ہے

تیری نسبت میرا یقیں ہے
تیرا ہمسر کوئی نہیں ہے

قلب و نظر میں کون مکیں ہے
صبح حسیں ہے شام حسیں ہے

تیری محبّت میری دنیا
تیری محبّت میرا دیں ہے

تیرے سوا اب کون ہے میرا
تیرے سوا اب کوئی نہیں ہے

تیرے جلوے چاروں طرف ہیں
یہ مانا تو پردہ نشیں ہے

کون نہیں دامن میں تیرے
تیرا سایا کس پہ نہیں ہے

تیرے کوچے کا کیا کہنا
تیرا کوچہ خلدِ بریں ہے

میں ہوں پشیماں اپنی خطا پر
تیرے کرم کا مجھ کو یقیں ہے

صادق اُن کے فیضِ قدم سے
روشن میری لوحِ جبیں ہے

⁂

مرے قلب و جاں کو سکون ہے تری ذاتِ عالی مقام سے
مری زندگی میں ہے روشنی ترے فیض سے ترے نام سے

مری چشمِ شوق کو رفعتیں ملیں تیرے لطفِ مدام سے
تری جستجو مجھے لے گئی بہت آگے میرے مقام سے

ترا عشق جب سے مجھے ملا مری زندگی کا چمن کھلا
کہ مقامِ عرش نصیب ہے مرے دل کو تیرے قیام سے

جہاں دل پہ غم کا اثر ہوا وہیں تیرا لطفِ نظر ہوا
تری بخششیں تری رحمتیں کوئی پوچھے تیرے غلام سے

ملیں عشق کی مجھے نعمتیں لگیں تہمتیں ہوئیں ذلتیں
کھلیں مجھ پہ میری حقیقتیں تری اک نظر کے پیام سے

مری زیست تجھ پہ نثار ہے کہ تو زندگی کی بہار ہے
یہی آرزو ہے پلائے جا تو نگاہِ مست کے جام سے

مجھے اپنا دردِ عطا کیا غمِ دو جہاں سے چھڑا دیا
یہ تیری نوازشِ خاص ہے کہ ہے ربطِ دل ترے نام سے

نہ ہو جس میں رنگِ چمن بھرا نہ ہو جس میں حسنِ بہار کا
وہ سحر بھی میری نگاہ میں کسی طرح کم نہیں شام سے

مری مستیوں میں ہے کیا اثر جو ہیں معترض انھیں کیا خبر
کہ یہ کائنات سنور گئی مری ایک لغزشِ گام سے

رہِ عشق میں ہیں قدم قدم نئے حادثے نئے پیچ و خم
یہی امتحاں کا مقام ہے گذر امتحاں کے مقام سے

نئے انقلاب کی سرخیاں مرے حال و ماضی سے ہیں عیاں
یہ چھپائے سے بھی نہ چھپ سکیں کسی صبح سے کسی شام سے

ترا بندہ صادقِ خستہ حال ترے در پہ ہے شہِ دو جہاں
تو گدا نواز ہے بخش دے جو خطا ہوئی ہے غلام سے

٭

یاد رکھ اُن کو عاشقی ہے یہی
حاصلِ لُطفِ زندگی ہے یہی

روئے جاناں رہے تصوّر میں
عشق والوں کی بندگی ہے یہی

تیرے غم کو گلے لگایا ہے
یہ سمجھ کر، کہ زندگی ہے یہی

تیرا نقشِ قدم ہے تابندہ
میری نظروں میں روشنی ہے یہی

ساغرِ چشمِ مست ہے میں ہوں
میرے نزدیک مے کشی ہے یہی

اُن کو دل پیش کیجے صادقؔ
قابلِ نذرِ دوستی ہے یہی

مرے ساقی تری آنکھیں ہیں میخانے محبّت کے
میسّر ہیں ترے رندوں کو پیمانے محبّت کے

جہاں میں جس طرف جاتے ہیں دیوانے محبّت کے
وہیں تعمیر ہو جاتے ہیں میخانے محبّت کے

جسے بھی دیکھ لیتا ہوں بسا لیتا ہوں آنکھوں میں
بنا رکھے ہیں اس دل میں صنم خانے محبّت کے

حقیقت میں یہ عشقِ دوست کا ادنیٰ کرشمہ ہے
زمانے بھر میں ہیں مشہور دیوانے محبّت کے

ہم اپنے آنسوؤں کو عشق کا حاصل سمجھتے ہیں
کئے ہیں پیش ہم نے اُن کو نذرانے محبّت کے

زمانے کے لئے صادق یہی درسِ وفا ہوں گے
مرتّب کر رہے ہیں ہم جو افسانے محبّت کے

نظامِ زیست بدل دو نوازشات کے ساتھ
حضور دیکھ لو مجھ کو بھی التفات کے ساتھ

تمھیں کو لاج ہے میری تمھیں کو پاس مرا
ہے اک زمانے سے نسبت تمھاری ذات کے ساتھ

قدم قدم پہ ضرورت ہے رہنمائی کی
نفس نفس میں رہو تم مری حیات کے ساتھ

خدارا میرے بھی حالِ زبوں پہ ایک نظر
گذر رہا ہے زمانہ تفکرات کے ساتھ

مجھے بھی دامنِ لطفِ نگاہ میں رکھنا
بچھڑ نہ جاؤں زمانے کے حادثات کے ساتھ

اگر سنو تو کہوں داستانِ عشق و وفا
بلا کے درد و الم ہیں مری حیات کے ساتھ

تم اپنی کاکلِ مشکیں کو اور بکھرا دو
یہ سلسلہ بھی رہے میرے غم کی رات کے ساتھ

تمھاری ذات سے ہے میرے غم کا افسانہ
بھلا نہ دینا زمانے کے واقعات کے ساتھ

حریم ناز کے پردے کبھی تو اُٹھیں گے
رہے گا حسن کہاں تک تکلفات کے ساتھ

تمھارے طرزِ تکلم پہ جان و دل قرباں
ہزار ہوتے ہیں مفہوم ایک بات کے ساتھ

عطا ہوں مجھ کو وہ آنکھیں جو تجھ کو دیکھ سکیں
بڑے حجاب ہیں تیری تجلیات کے ساتھ

گناہ گار بھی ہے اُس کو اعتراف بھی ہے
نگاہ کیجئے صادق پہ التفات کے ساتھ

٭٭٭

جذباتِ محبت کے طوفان اُمنڈ آئے
ملتے ہی نظر اُن سے ارمان اُمنڈ آئے

تا حدِّ نظر اُن کے جلووں کا تلاطم ہے
ہر سمت بہاروں کے سامان اُمنڈ آئے

جب عرض کیا میں نے احوالِ دلِ غمگیں
اُن کی بھی نگاہوں میں پیمان اُمنڈ آئے

اُن مست نگاہوں کی مستی پہ فدا ہوتے
ایمان کی پوچھو تو ایمان اُمنڈ آئے

جب آنکھ لگی اپنی وہ خواب حسیں دیکھا
دل میں تری یادوں کے طوفان اُمنڈ آئے

جب یاد مجھے آیا ساقی کا کرم صادق
کچھ اور مرے دل میں ارمان اُمنڈ آئے

ہستی کے الم کیا ہیں کونین کے غم لے لیں
جو کچھ تو عطا کر دے اے دوست وہ ہم لے لیں

اک بار اگر اپنا کہہ دیں وہ محبت سے
الزام جہاں بھر کے ہم اُن کی قسم لے لیں

وہ راہروِ اُلفت آسودہ نہیں ہوں گے
منزل سے جو کچھ پہلے اس راہ میں دم لے لیں

حاصل تری نسبت سے رندوں کو ہے سرشاری
ساقی یہ تمنا ہے ہم تیرے قدم لے لیں

دامانِ کرم اُن کا خالی تو نہیں ہوگا
سائل کی دُعائیں بھی اربابِ کرم لے لیں

صادق کو تو حسرت ہے بس تیری محبت کی
جو جاہ و حشم چاہیں وہ جاہ و حشم لے لیں

دل کے ہر گوشے میں تو ہو عاشقی ایسی تو ہو
میں ترا ہو کر رہوں اب زندگی ایسی تو ہو

میرا دل بن جائے اسرارِ محبت کا امیں
تیرے دامن سے مجھے وابستگی ایسی تو ہو

حسرت و ارماں کا دل سے ہر نشاں جاتا رہے
جس میں ہو تیری رضا میری خوشی ایسی تو ہو

زندگی بھر پائے جاناں ہی پہ سر جھکتا رہے
بندگی کا لطف جب ہے بندگی ایسی تو ہو

بے نیازِ غم گذر جائیں ہر اک منزل سے ہم
عشق کی راہوں میں دل کو آگہی ایسی تو ہو

منزلِ مقصود بڑھ کر خود یہ خود چومے قدم
کم سے کم عزم و یقیں میں پختگی ایسی تو ہو

سننے والوں کے دلوں کو بخش دے نورِ یقیں
میرے قصے میں تمہاری روشنی ایسی تو ہو

زندگی بھر ہوش کا عالم نہ ہو مجھ کو نصیب
چشمِ مستِ ناز سے بادہ کشی ایسی تو ہو

میری ہر لغزش پہ آ جائے مرے ساقی کو پیار
ہوش سے صادق مجھے بیگانگی ایسی تو ہو

ہر نفس اُن کی بات کی جائے
یوں بسر اب حیات کی جائے

بجھ رہے ہیں چراغ اشکوں کے
کیسے تابندہ رات کی جائے

تشنگی کا یہی تقاضا ہے
چشمِ ساقی سے بات کی جائے

اہتمامِ سفر بھی لازم ہے
کچھ تو فکرِ نجات کی جائے

اپنے ہی غم پہ تبصرہ نہ کروں
کیوں زمانے کی بات کی جائے

زیست کا لطف جب ہے اے صادق
صرف توصیفِ ذات کی جائے

جلوۂ حسن سے دیوانہ بنایا ہوتا
میری ہستی کو اک افسانہ بنایا ہوتا

نگہِ مست سے دیوانہ بنایا ہوتا
عالمِ ہوش سے بیگانہ بنایا ہوتا

پرتوِ رُخ سے مرے دل کو منّور کرتے
رشکِ فردوس یہ کاشانہ بنایا ہوتا

بخش کر اپنی محبت کا خزانہ مجھ کو
غمِ دنیا ہی سے بیگانہ بنایا ہوتا

طالبِ دید پہ اتنا تو کرم فرماتے
کم سے کم طور کا افسانہ بنایا ہوتا

بات تو بندگیٔ عشق کی جب تھی صادق
تو نے کعبہ درِ جاناں نہ بنایا ہوتا

شیدائے تجلّی ہے پروانہ جسے کہیے
اسرار کا محرم ہے دیوانہ جسے کہیے

ساقی کی نگاہوں کا مستانہ جسے کہیے
سرشارِ محبّت ہے دیوانہ جسے کہیے

لبریز ہیں پیمانے، مخمور ہیں دیوانے
نظارہ ہے ساقی کا میخانہ جسے کہیے

اُن مست نگاہوں نے سو جام پلائے ہیں
حاصل ہے مجھے ذوقِ رندانہ جسے کہیے

اے ساقیٔ میخانہ کچھ اور نوازش ہو
خالی ہے ابھی تک دل، پیمانہ جسے کہیے

معلوم نہیں تجھ کو اے چشمِ تماشائی
آگاہِ حقیقت ہے دیوانہ جسے کہیے

ہر گوشۂ دل میں ہے تصویرِ رُخِ جاناں
یہ دل ہے عجب کعبہ بُت خانہ جسے کہیے

جس دن سے مرے دل کو آباد کیا تم نے
انوار کی جنّت ہے کاشانہ جسے کہیے

دُنیا کی زباں پر ہے صادق مرا افسانہ
وہ بندۂ مولیٰ ہوں دیوانہ جسے کہیے

کیا اب تمہاری چشمِ عنایت نہیں رہی
تسکینِ قلب کی کوئی صورت نہیں رہی

اللہ رے بے نیازیٔ قلبِ وقار رخت
اپنے سوا کسی سے شکایت نہیں رہی

اب دل میں تیرے غم کے سوا جانِ آرزو
ارماں نہیں رہا کوئی حسرت نہیں رہی

کہنا تھا جو بھی اُن سے نگاہوں نے کہہ دیا
اب عرضِ آرزو کی ضرورت نہیں رہی

وہ خوبرو ہے اب مری ہستی کا مدعا
دُنیا کی کچھ نگاہ میں قیمت نہیں رہی

صادق مرے ہی جذبۂ دل میں ہے کچھ کمی
میں کیوں کہوں کہ اُن کو محبت نہیں رہی

○

عشق تو نام اضطراب کا ہے
اس میں ہر کام اضطراب کا ہے

مضطرب کر گئی نگاہِ دوست
دل پر الزام اضطراب کا ہے

اُن کی رفتار حشر کا پیغام
کیا ہنگام اضطراب کا ہے

اب تری یاد میں مرا عالم
صبح و تا شام اضطراب کا ہے

زندگی میں سکون کیا معنی
زندگی تام اضطراب کا ہے

مجھ کو اُن کی تلاش ہے صادق
میرا ہر گام اضطراب کا ہے

○

تمھارے آستاں سے جس کو نسبت ہوتی جاتی ہے
اُسے حاصل زمانے بھر کی رفعت ہوتی جاتی ہے

کچھ اس انداز سے اُن کی عنایت ہوتی جاتی ہے
تماشا گاہِ عالم میری صورت ہوتی جاتی ہے

تمھارے حسن کے جلوے نگاہوں میں سماتے ہیں
ہماری زندگی تصویرِ حیرت ہوتی جاتی ہے

تمھاری یاد نے وہ روشنی بخشی ہے اشکوں کو
کہ ان سے میرے غم خانے کی زینت ہوتی جاتی ہے

رضائے دوست کی کچھ منزلیں آسان ہوتی ہیں
نظر جب واقفِ رازِ مشیت ہوتی جاتی ہے

وہ جب ساغر پلانا چاہتے ہیں چشم میگوں سے
تو پھر ہر ایک پر ان کی عنایت ہوتی جاتی ہے

مرے ذوقِ تمنّا کی حقیقت پوچھئے کیا ہو
نگاہیں بھی اٹھیں تو کچھ مجھ سے محبت ہوتی جاتی ہے

مری ہستی ہے آئینہ ترے رُخ کی تجلّی کا
زمانے پر عیاں تیری حقیقت ہوتی جاتی ہے

اسی کا نام شاید عشق کی معراج ہے صادق
مرے غم کی کہانی وجہِ شہرت ہوتی جاتی ہے

※

بندۂ عشق پہ الزام دھرے جاتے ہیں
ان کے ہر روز نئے نام دھرے جاتے ہیں

جب سے حق بات پہ مٹنے کی قسم کھائی ہے
لوگ کچھ اور ہی الزام دھرے جاتے ہیں

پی نہیں سکتے جنھیں رندِ خراباتِ جہاں
میرے ہی سامنے وہ جام دھرے جاتے ہیں

زندگی میں کوئی تسکین کی صورت نہ سہی
قبر میں تو پئے آرام دھرے جاتے ہیں

فطرتِ عشق نہ بدلی ہے نہ بدلے گی کبھی
آپ صادق یہ ہر الزام دھرے جاتے ہیں

○

کیا کہیں ہم عشق میں کیا بن گئے
ہر نظر میں اک تماشا بن گئے

بندہ پرور کی عنایت ہو گئی
ہم محبّت کا سراپا بن گئے

عشق کی معراج ہے ہم کو نصیب
تیری صورت، تیرا نقشہ بن گئے

بارِ ہستی سے سُبکدوشی ہوئی
آج ہم تیری تمنّا بن گئے

تم سے ہے میری حیات و کائنات
تم سے میرے دین و دُنیا بن گئے

یہ نوازش یہ کرم یہ التفات
آپ صادق کے مسیحا بن گئے

وہ بہارِ چمن بن کے آتے رہے
بزمِ عالم کو رنگیں بناتے رہے

سیکڑوں غم کے طوفان آتے رہے
ہم مگر عمر بھر مسکراتے رہے

جس قدر حادثے پیش آتے رہے
کچھ مرے حوصلے ہی بڑھاتے رہے

ہم محبت کو پیہم چھپاتے رہے
اشکِ غم پھر بھی آنکھوں میں آتے رہے

اُن پہ کھلتا رہا زندگی کا بھرم
تیرے کوچے میں جو آتے جاتے رہے

دو جہاں میں اُنھیں سرفرازی ملی
تیری چوکھٹ پہ جو سر جھکاتے رہے

جب کبھی اُن کی نگاہیں اُٹھیں بزم میں
ہوش والوں کے بھی ہوش جاتے رہے

گردشِ جام چلتی رہی بزم میں
وہ نگاہوں سے ساغر پلاتے رہے

احتراماً نظر ہم سے اُٹھی نہیں
وہ تو چہرے سے پردہ اُٹھاتے رہے

آندھیاں یاس و حرماں کی چلتی رہیں
ہم چراغِ تمنّا جلاتے رہے

ڈگمگائے نہ صادق ہمارے قدم
وہ ہمیں ہر نفس آزماتے رہے

٭٭٭

تمہارے در پہ سر اپنا جھکا رہا ہے کوئی
یہیں سے مقصدِ دل اپنا پا رہا ہے کوئی

بہار لے کے نگاہوں میں آ رہا ہے کوئی
مری حیات کا گلشن سجا رہا ہے کوئی

نیاز و ناز کا عالم نہ پوچھئے مجھ سے
حجاب میری نظر سے اُٹھا رہا ہے کوئی

چلے بھی آؤ کہ مدت سے انتظار میں ہے
تمہاری راہ میں آنکھیں بچھا رہا ہے کوئی

کبھی تو ایک نظر بندۂ محبت پر
تمہارے عشق میں خود کو مٹا رہا ہے کوئی

اسی کا نام تو فیضانِ عشق ہے صادق
دل و نگاہ کو پھر یاد آ رہا ہے کوئی

محبت روز کروٹ لے رہی ہے
جنوں افروز کروٹ لے رہی ہے

ترے دیوانے کی ہر صبح رنگیں
سبق آموز کروٹ لے رہا ہے

محبت میں ہماری زندگانی
طرب افروز کروٹ لے رہی ہے

خدا رکھے تری محشر خرامی
قیامت روز کروٹ لے رہی ہے

خدا جانے وہ کب آئیں گے صادق
تمنا روز کروٹ لے رہی ہے

مرے مالک مجھے ایسی نظر دے
جو ذوقِ دید کی تکمیل کر دے

عطا کر دے مجھے بھی ذوقِ سجدہ
شعورِ بندگی بیدار کر دے

بڑی بے رنگ سی ہے دل کی محفل
مری ہستی میں اپنا رنگ بھر دے

میں اک مدت سے تشنہ لب ہوں ساقی
نگاہِ مست سے مخمور کر دے

نقابِ رُخ اٹھا اے جانِ عالم
سکونِ قلب، آرامِ جگر دے

نہ چھائے جس پہ دُنیا کا اندھیرا
مری ہستی کو وہ نورِ سحر دے

بہت تاریک ہیں دُنیا کی راہیں
تجلّی سے نظر تابندہ کر دے

ترا ارمان ہے تیری تمنّا
سوالی ہوں مرے دامن کو بھر دے

نگاہِ دوست کا نشہ ہے صادق
تو اپنی زندگی قرباں کر دے

٭٭

○

دل کی آواز نظر ہے تیری
عشق کا راز نظر ہے تیری

مُردہ جذبات ہوتے ہیں زندہ
حُسنِ اعجاز نظر ہے تیری

مجھ کو دُنیا کی نہیں کچھ پروا
میری دم ساز نظر ہے تیری

تجھ سے کیا حال کہوں میں دل کا
محرمِ راز نظر ہے تیری

میرے دل کو بھی مُجلّیٰ کر دے
آئینہ ساز نظر ہے تیری

وجد میں یوں بھی ہے روحِ صادقؔ
نغمہ و ساز نظر ہے تیری

آپ تک بات ہماری پہنچی
شرحِ حالات ہماری پہنچی

جس جگہ کوئی نہیں پہنچا تھا
اُس جگہ ذات ہماری پہنچی

کیوں سُنی جاتی نہ دل کی آواز
عرش تک بات ہماری پہنچی

اُن کی خاطر جو مٹایا خود کو
پھر کہیں بات ہماری پہنچی

جان و دل نذر کئے اے صادق
اُن کو سوغات ہماری پہنچی

تیری نظر سے دل کو سکوں ہے قرار ہے
تیرے کرم سے میرے چمن میں بہار ہے

ہر غم پہ مسکرانا ہمارا شعار ہے
بنیادِ ظرفِ عشق بہت پائیدار ہے

بندہ نواز مجھ کو بھی توفیق ست کر دے
میرے دل و نظر پہ تجھے اختیار ہے

بندہ گناہ گار ہے کچھ اس میں شک نہیں
تیری نگاہِ لطف کا اُمیّدوار ہے

یہ کون آج بزمِ تمنّا میں آگیا
نکھرا ہوا نگاہ میں رنگِ بہار ہے

مجھ سے اگر زمانہ بھی برگشتہ ہو تو ہو
میں مطمئن ہوں میری طرف چشمِ یار ہے

دُنیا سمجھ رہی ہے مرا کوئی بھی نہیں
مجھ کو یقین ہے مرا پروردگار ہے

بخشا ہے عشق نے مجھے وہ ذوقِ زندگی
شوقِ وصال ہے نہ غمِ انتظار ہے

لاکھوں چراغ ہم سے کریں گے ضیا طلب
صادقؔ ہمارے دل میں غمِ عشقِ یار ہے

⁂

ساقی تری آنکھوں کی تسخیر کا کیا کہنا
ہے وجد میں اک عالم تاثیر کا کیا کہنا

ہر دل ہے تمنائی ہر آنکھ ہے شیدائی
اُس جانِ دو عالم کی تصویر کا کیا کہنا

کونین کا ہر گوشہ جلووں سے منوّر ہے
اے حُسنِ ازل تیری تنویر کا کیا کہنا

بے دام جو بکتا ہے بازارِ محبت میں
اُس بندۂ مولا کی تقدیر کا کیا کہنا

رندانِ محبت کے ہیں قلب و نظر روشن
میخانۂ عرفاں کی تنویر کا کیا کہنا

صد شکر خطائیں بھی صادق مرے کام آگئیں
مائل بہ کرم ہیں وہ، تقصیر کا کیا کہنا

میں نے تلاش کر کے ہر اک دلکشی کی بات
کہہ دی ہے اک جہاں سے تری سادگی کی بات

تعریف تو سُنی ہے بہت خُلد کی مگر
تیری گلی کی بات ہے تیری گلی کی بات

کہتے ہیں مُسکرا کے مرے عرضِ حال پر
تیری تو بات بات ہے دیوانگی کی بات

میرے لئے تو دونوں ہیں تیرے کرم کا فیض
کوئی الم کی بات ہو یا ہو خوشی کی بات

مقصود اُن کو نقشِ کفِ پائے دوست ہے
اہلِ جنوں سے پوچھے کوئی بندگی کی بات

صادق سرِ نیاز جھکاتے رہے بہت
جب تک نہ دل جھکا نہ بنی بندگی کی بات

محبت کے لئے دیوانہ پن تک کون پہنچے گا
ہمیں پہنچیں گے جانِ انجمن تک کون پہنچے گا

ازل ہی سے ہمیں تو پیرِ میخانہ سے نسبت ہے
ہماری طرح صہبائے کہن تک کون پہنچے گا

ہمیں ہے اُنسیت خاروں سے پھولوں سے محبت ہے
بقدرِ ذوق اُس جانِ چمن تک کون پہنچے گا

غمِ فرقت میں اشکوں کی روانی دیکھنے والو!
مری آنکھوں کے اِن گنگ و جمن تک کون پہنچے گا

ہمیں تو ہیں چراغِ راہِ منزل تیری راہوں میں
ہمارے بعد تیری انجمن تک کون پہنچے گا

خدا رکھّے تمھاری شانِ محبوبی کا یہ عالم
حسینوں میں تمھارے بانکپن تک کون پہنچے گا

ہمیں پر ختم ہے صحرا نوردی اہلِ وحشت کی
ہمارے بعد پھر دشت و دمن تک کون پہنچے گا

جلا دوں گا میں سوزِ عزم سے بدبینِ گلشن کو
مرے ہوتے ہوئے میرے چمن تک کون پہنچے گا

محبّت کا نہیں عرفان جب صادق زمانے میں
ہمارے جذبۂ دل کی لگن تک کون پہنچے گا

٭٭٭

○

کس قدر تابندگی ہے عاشقی کی راہ میں
روشنی ہی روشنی ہے زندگی کی راہ میں

کاش وہ نذرانۂ عشق و وفا کر لے قبول
جان و دل لے کر چلے ہیں ہم اُسی کی راہ میں

سوچتا ہوں اپنے دامن کو بچاؤں کس طرح
ہر طرف کانٹے بچھے ہیں دوستی کی راہ میں

اپنے اپنے ظرف پر مبنی ہے حاصل عشق کا
غم سے آسودہ ہوا ہوں میں کسی کی راہ میں

جیتے جی تو کش مکش ایسا ختم ہو سکتی نہیں
عمر بھر دشواریاں ہیں آدمی کی راہ میں

آخر آخر مل گیا صادق نشاطِ زندگی
اوّل اوّل ٹھوکریں کھائیں کسی کی راہ میں

کسی کو جب مرا دیوانہ پن یاد آگیا ہوگا
تو پھر اہلِ محبت کا چلن یاد آگیا ہوگا

بہر ساعت ہیں جلووں کے لئے جو مضطرب آنکھیں
لگاہوں کو وہ جانِ انجمن یاد آگیا ہوگا

جنونِ شوق کی سرگرمیاں جو رنگ لائی ہیں
بہاریں دیکھ کر رشکِ چمن یاد آگیا ہوگا

وہی تو رو رہے ہوں گے لیے شامِ تنہائی
جنھیں غربت کی راہوں میں وطن یاد آگیا ہوگا

تعجب ہے سرِ محفل ہیں اُن کی آنکھ میں آنسو
کوئی افتاد اُن کو دل شکن یاد آگیا ہوگا

محبت آفریں نغمات ہیں اب اُن کے ہونٹوں پر
اُنھیں صادق کا اندازِ سخن یاد آگیا ہوگا

بزمِ جہاں میں کون ہے جس پر تیرے انعامات نہیں
کس پر تیرا لطف نہیں ہے کس پر احسانات نہیں

تیرے ہاتھ میں ہاتھ ہے میرا یہ دُنیا کی بات نہیں
تیرے کرم کا فیض ہے ورنہ میری کچھ اوقات نہیں

میری چشمِ شوق میں تم سے بہتر کوئی ذات نہیں
روٹھ گئے تم عرضِ طلب پر یہ تو کوئی بات نہیں

آپ ذرا تشریف تو لائیں آپ ذرا زحمت تو کریں
آپ کو ہم جاں پیش کریں گے اور کوئی سوغات نہیں

میرے ذوقِ دید کا عالم جو کل تھا وہ آج بھی ہے
کس نے کہا اب عشق و طلب میں میرے وہ جذبات نہیں

میرے دل کے ہر گوشے میں تم ہی تم ہو جلوہ نما
میری محبت کے گلشن میں اور کسی کی ذات نہیں

میری زبانِ دل پہ ہر دم ذکر ہے تیرا نام ترا
جس میں تیری یاد نہ آئے وہ میرے دن رات نہیں

تیری شانِ بندہ نوازی سارے جہاں میں ہے مشہور
جس کو چاہے اُس کو نوازے تیرے لئے کچھ بات نہیں

اپنا تو نے مجھ کو بنایا۔ غم سے نوازا۔ درد دیا
تیری ذاتِ پاک کے صدقے تجھ سی کوئی ذات نہیں

۴۳ ے

تیری جفاؤں کے دامن میں، میں نے وفائیں بھر دی ہیں
پھر بھی تیرے عشق میں مجھ پر کیا کیا الزامات نہیں

میرے دل پر کیا گزری ہے تم سے بچھڑ کر فرقت میں
رہنے دو یہ بات نہ پوچھو کہنے کی یہ بات نہیں

آپ مرا کچھ حال نہ سمجھیں بات یہ کیسے ممکن ہے
کیا میرے اشکوں کی روانی تفسیرِ حالات نہیں

عشق کی بازی ہے وہ بازی ہار کے جیتی جاتی ہے
آپ یہ سمجھے مات ہوئی ہے میرے لئے یہ مات نہیں

صادقؔ تیرے در کا گدا ہے صادقؔ پر بھی چشمِ کرم
بخش دے اپنے حسن کا صدقہ اور کوئی خیرات نہیں

آپ کے غم دل میں جو بستے رہیں
ہم پہ آسان عشق کے رستے رہیں

تیرے دیوانے نہ بدلیں گے چلن
لاکھ دُنیا کے ستم ڈستے رہیں

عشق کی قیمت ہمیں معلوم ہے
جان بھی جائے تو ہم سستے رہیں

قائم و دائم رہیں دیر و حرم
آپ سے ملنے کے کچھ رستے رہیں

عمر بھر ہم بھی رہیں گے گامزن
لاکھ پُرخم عشق کے رستے رہیں

کس کو صادق عشق میں الزام دوں
جب مجھے جذبات ہی ڈستے رہیں

○

تری چشمِ کرم رحمت بنے گی
دل و جاں کے لیے راحت بنے گی

بنے گی آپ کی نسبت سہارا
یہ وجہِ بخشش و رحمت بنے گی

عطا کر دو مجھے اپنی محبّت
مرے دل کی یہی دولت بنے گی

توجّہ کیجئے اے بندہ پرور
نگاہِ لطف سے قسمت بنے گی

کرم درکار ہے صادقؔ کو تیرا
یہی جینے کی اک صورت بنے گی

ٹھہر جاؤ نہ جاؤ چاند تارے ڈوب جانے دو
تمناؤں کے یہ روشن سہارے ڈوب جانے دو

خدارا میرے اشکوں کو نہ لو تم اپنے دامن میں
مرے دریائے ہستی کے کنارے ڈوب جانے دو

نہ گھبراؤ چمک اٹھے گا روئے ماہِ تاباں بھی
ذرا تم شب کے پروردہ ستارے ڈوب جانے دو

وہ حسن سے جذبۂ جوشِ جنوں ملتا ہے الفت میں
مرے ساغر میں تم ایسے اشارے ڈوب جانے دو

مقامِ زندگی ملتا ہے فیضِ عشق سے صادق
مرے دل میں محبت کے شرارے ڈوب جانے دو

جب سے تمہاری راہ میں ہم گامزن ہوئے
قصے بیاں ہمارے چمن در چمن ہوئے

اب لاج رکھ نہ رکھ یہ تجھے اختیار ہے
رُسوا ترے لئے تو ترے خستہ تن ہوئے

ہونے کو اور بھی ہیں بہت سے حسیں مگر
وہ آپ ہیں جو زینتِ ہر انجمن ہوئے

جب سے میں تیرے جلوۂ رُخ پر نثار ہوں
میری نظر میں ہیچ گُل و یاسمن ہوئے

عشق و وفا کو بخش گئے عمرِ جاوداں
وہ اہلِ دل جو زینتِ دار و رسن ہوئے

لائی ہے رنگ آبلہ پائی بہار میں
مانوس ہم سے سینکڑوں دشت و دمن ہوئے

جن کی تھی مجھ کو ایک زمانے سے آرزو
صد شکر میرے دل میں وہ جلوہ فگن ہوئے

ایک ایک شعر پر ملی کاوش کی ہم کو داد
ہم ان کی انجمن میں جو گرمِ سخن ہوئے

اُس چشمِ التفات کا فیضان دیکھئے
صادق ہم اپنی ذات سے اک انجمن ہوئے

٭٭

○

تمہارے عشق کی صہبا ہمارے ساتھ جائے گی
سرور و کیف کی دنیا ہمارے ساتھ جائے گی

ہمارا گوہرِ مقصود دین کر ہی زمانے سے
تمنائے رخِ زیبا ہمارے ساتھ جائے گی

نشاطِ عشق سے ہم کو ہے نسبت ہم ہیں دیوانے
بہارِ حسن کی دنیا ہمارے ساتھ جائے گی

نہ ہوگی کوئی مشکل ہم کو منزل تک پہنچنے میں
تجلّیٔ نقوشِ پا ہمارے ساتھ جائے گی

ہمیں معلوم ہے اہلِ جہاں کی دوستی صادق
یہ دنیا دو قدم بھی کیا ہمارے ساتھ جائے گی

○

شمع کی زندگی تو کچھ بھی نہیں
عمر اک رات کی تو کچھ بھی نہیں

اُن کی حسرت میں خود فنا ہو جا
ہوش کی بندگی تو کچھ بھی نہیں

جلوۂ روئے یار کیا کہنا
دہر کی دلکشی تو کچھ بھی نہیں

اُن کے قدموں پہ جب نہ سجدے ہوں
شوکتِ بندگی تو کچھ بھی نہیں

شدتِ درد اور بڑھنے دو
عشق میرا ابھی تو کچھ بھی نہیں

راہِ عشق و طلب میں اے صادق
عقل کی رہبری تو کچھ بھی نہیں

عشق کی پرواز کچھ ہے تو سہی
قربِ بزمِ ناز کچھ ہے تو سہی

عرض کر دیتا ہوں اُس سے حالِ دل
وہ مرا دم ساز کچھ ہے تو سہی

میں ترے حسنِ تبسم کے نثار
لطف کا انداز کچھ ہے تو سہی

درد کی دولت میسر ہے مجھے
دلِ امینِ راز کچھ ہے تو سہی

مل رہا ہے اک نئے غم کا پیام
زیست کا آغاز کچھ ہے تو سہی

عشق کے نغمے ہیں ہر شام و سحر
دل میں سوز و ساز کچھ ہے تو سہی

زندگی ہے مصیبت کا آئینہ
پھر بھی اس پر ناز کچھ ہے تو سہی

فیض حافظ سے ہمارے جام میں
بادۂ شیراز کچھ ہے تو سہی

وہ بھی صادق گوش بر آواز ہیں
اب مری آواز کچھ ہے تو سہی

تمہاری راہ میں اہلِ وفا سنبھل کے چلے
یہ اور بات کہ رستے بدل بدل کے چلے

طوافِ کوچۂ جاناں تھی آرزو جن کی
وہ راہِ عشق میں مثلِ چراغ جل کے چلے

ہزاروں طالبِ دیدار ہوش کھو بیٹھے
حریمِ ناز سے جس وقت وہ نکل کے چلے

غم و الم اُنھیں سمجھے جہاں کے لوگوں نے
تمہارے عشق کے سانچے میں جو بھی ڈھل کے چلے

شہیدِ عشق کا خوں رنگ لا کے رہتا ہے
حِنا رچے تھے جو مجھ کو وہ ہاتھ مل کے چلے

جو عالی ظرف نہیں تھے وہ ہو گئے مغرور
جو عالی ظرف تھے صادق وہ کب اچھل کے چلے

○

تم اپنی طلب میرے امکان میں رکھ دینا
یہ دولت ایماں بھی ارماں میں رکھ دینا

جو راز تمہارا ہے جو بات تمہاری ہے
وہ میرے قصائد کے عنواں میں رکھ دینا

ہر شے میں تمہاری ہی تصویر نظر آئے
ایسی بھی ادا کوئی پہچان میں رکھ دینا

تم سامنے آ جانا موجوں کے تلاطم میں
منظر کوئی ساحل کا طوفاں میں رکھ دینا

دیدار کی حسرت میں ایک ایک نفس گذرے
یہ ذوق بھی بندے کے عرفاں میں رکھ دینا

صادق کے لئے آقا اک جام مئے کوثر
تم اپنی نگاہوں کے فیضان بھی رکھ دینا

اگر مجھ پر تری چشمِ عنایت اور ہو جاتی
تو میری زندگی کی زیب و زینت اور ہو جاتی

مجھے ایثارِ اُلفت پر جو قدرت اور ہو جاتی
نگاہِ دوست میں کچھ میری قیمت اور ہو جاتی

مرا ظُلمت کدہ بھی مطلعِ انوار ہو جاتا
مرے دِل میں جو روشن شمعِ اُلفت اور ہو جاتی

° جو تم میرے دلِ برباد کو آباد کر دیتے
تو میرے غم کدے کی شان و شوکت اور بڑھ جاتی

مری ہستی اگر آئینہ بن جاتی محبت کا
تمہارے حسن کی دنیا میں شہرت اور بڑھ جاتی

بہت اچھا کیا پنہاں رہے تم لاکھ پردوں میں
نہیں تو میرے قلبِ بے جاں کو وحشت اور بڑھ جاتی

اگر تم دیکھ لیتے مجھ کو اپنی چشمِ میگوں سے
مری نظروں میں ہر شے کی حقیقت اور بڑھ جاتی

گناہوں کا ہر اک دھبہ مرے دامن سے دُھل جاتا
جو مجھ پر بارشِ انوارِ رحمت اور بڑھ جاتی

جو تم کچھ اور الطاف و کرم سے کام لے لیتے
تو پھر مشہورِ صادقؔ کی صداقت اور بڑھ جاتی

جب کوئی برقِ نظر دل سے مرے آن ملی
تیری آنکھوں کو ترے حسن کی پہچان ملی

چارہ سازی کے لئے یوں تو زمانہ تھا مگر
تیری ہی ذات مرے درد کی درمان ملی

حادثہ جیسا بھی مجھے پیش کوئی آیا ہے
آپ کی ذات پسِ پردہ نگہبان ملی

تیری یادوں کے دیئے دل میں جلا تو لیتے
غمِ دنیا سے نہ فرصت کسی عنوان ملی

کیا ہوا جو نہ ملا عیشِ جہاں اے صادق
لذتِ عشق تو دل کے لئے ہر آن ملی

بخش دے اپنی محبت میرے دل کو شاد کر
اب تو اِس برباد گھر کو بھی ذرا آباد کر

میں تو بندہ ہوں مرا شیوہ ہے تسلیم و رضا
میرے حق میں تو جو چاہے شوق سے ارشاد کر

ہر قدم ہے آزمائش ہر قدم ہے امتحاں
اے خیالِ دوست اب تو ہی مری امداد کر

خود ہی وہ مجبور ہو جائیں عنایت کے لئے
رُوبرو اُن کے کبھی اِس درد سے فریاد کر

عشق میں تو اپنی ہستی کا گماں بھی کفر ہے
بھُول جا خود کو، بہر صورت اُسی کو یاد کر

گوشۂ دل میں چھُپا لے جو بھی غم صادق ملے
اِس طرح محکم تو اُن کے عشق کی بنیاد کر

تیری ہستی ہے اک ایسا آفتاب
جس نے ذرّوں کو عطا کی آب و تاب

تجھ سے روشن ماہتاب و آفتاب
غنچہ و گل میں ترا حسن و شباب

ہر حقیقت ہو رہی ہے بے نقاب
کھل رہے ہیں تجھ پہ سب عیب و ثواب

مرحبا اے دستِ احساسِ خودی
زندگی کے رُخ سے اُلٹا ہے نقاب

وہ مری دُنیا اے دل میں آ گئے
مِل گئی مجھ کو مِری تعبیرِ خواب

نغمۂ غم کے سِوا کچھ بھی نہیں
چھیڑ لے کیوں ہو مِرے دل کا رباب

ہم نے طے کی ہیں وفا کی منزلیں
ہم نے دیکھے ہیں ہزاروں انقلاب

آسرا ہے تیری رحمت کا مجھے
میرے دامن میں ہیں عِصیاں بے حساب

پیرِ میخانہ کے لُطفِ خاص نے
مجھ کو اے صادق کیا ہے انتخاب

٭٭٭

چشمِ ساقی کی مہربانی سے
مست ہوں کیفِ جاودانی سے

روشنی ہے غریب خانے میں
تیرے جلوؤں کی ضَو فشانی سے

تُجھ کو پہچان ہی لیا میں نے
تیرے اندازِ مہربانی سے

بزم کونین جگمگاتی ہے
رُوئے جاناں کی ضَو فشانی سے

میری کشتی کو مِل گیا ساحل
ناخُدا تیری پاسبانی سے

مجھ کو صادق نہ کیوں کہے دُنیا
کام لیتا ہوں حق بیانی سے

میں کہاں تھا رسائی کے قابل
تو نے بخشی مجھے میری منزل

یوں تو کچھ بھی نہیں تیرے قابل
پیشِ خدمت ہے نذرانۂ دل

کام آیا ہے تیرا سہارا
سخت تر تھے وفا کے مراحل

میرے دل نے تمھیں کو پکارا
آ پڑی مجھ پہ جب کوئی مشکل

تو نے اعزازِ دیدار بخشا
میں نہ تھا تیرے جلووں کے قابل

میں ہوں صادقؔ پرستارِ جاناں
کوچۂ عشق ہے میری منزل

عشق میں ہر منزلِ دُشوار سے گزرے ہیں ہم
کربلا سے مصر کے بازار سے گزرے ہیں ہم

دشت و صحرا سے گُل و گلزار سے گزرے ہیں ہم
ہر گزرگاہِ دیارِ یار سے گزرے ہیں ہم

ہم نے طے کی ہیں رہِ صبر و رضا کی منزلیں
عشق میں ہر کوچہ و بازار سے گزرے ہیں ہم

○ توڑ کر قیدِ تعیّن چھوڑ کر اپنا خیال
گاہ گاہ جلوہ گاہِ یار سے گزرے ہیں ہم

ہم سے پوچھو ہم بتائیں گے تجھے معراجِ عشق
پردہ ہائے حسن کے اسرار سے گزرے ہیں ہم

○ عشق میں بے سود ہوتی ہے خرد کی رہبری
ہوش کھو کر عالمِ انوار سے گزرے ہیں ہم

پیکرِ ایثار و قربانی ہماری ذات ہے
امتحانِ عاشقی میں دار سے گزرے ہیں ہم

ہم نے رندی میں بھی آدابِ وفا چھوڑے نہیں
بیخودی میں بھی بہت ہشیار سے گزرے ہیں ہم

ہم ہیں اے صادق امینِ راز ہائے زندگی
مسکرا کر اس رہِ پُرخار سے گزرے ہیں ہم

غم لاکھ ہیں دل میرا پریشاں تو نہیں ہے
یہ تیرا کرم اے شہِ خوباں تو نہیں ہے

ہر منزلِ ہستی سے گزر جاتا ہوں بے خوف
ہمراہ مرے آپ کا ارماں تو نہیں ہے

انوارِ تجلی کا گلستاں ہے نظر میں
یہ معجزۂ جلوۂ جاناں تو نہیں ہے

تعبیر بھی تم ہو مرے خوابِ حسیں کی
دنیا مرے خوابوں کا گلستاں تو نہیں ہے

ہے لاکھ حجابوں میں ترا حسن مگر تو
میری نگہِ شوق سے پنہاں تو نہیں ہے

صادق ہے ترے دل میں محبت ہی محبت
یہ اُن کی عنایات کا احساں تو نہیں ہے

عشق میں جو لوگ تیرے در کی دربانی کریں
اُن کو حق حاصل ہے وہ دُنیا کی سُلطانی کریں

اُن کو حاصل دو جہاں میں سرفرازی کیوں نہ ہو
آستاں پر آپ کے جو پیش پیشانی کریں

مجھ کو دُنیا کے کسی طوفاں کا غم ہو کس لئے
آپ جب میرے سفینے کی نگہبانی کریں

اور بھی شکلیں ہیں اے جوشِ جنونِ معراج کی!
کس لئے اہلِ وفا پھر چاک دامانی کریں

جن کے ہاتھوں سے ہوئی پامال میری زندگی
کیا تعجب ہے وہ اظہارِ پشیمانی کریں

وقت ہے اب جس قدر بھی لغزشیں صادق ہوئیں
آؤ اب اپنے گناہوں پر پشیمانی کریں

جہاں میں کون تجھ سا خوبرو ہے
سراپا حسن کی تصویر تو ہے

نگاہِ آرزو میں جب سے تو ہے
طبیعت بے نیازِ رنگ و بو ہے

مری ہر بات تیری گفتگو ہے
مرے احساس کی دنیا ہی تو ہے

یہ ہے معراج ذوقِ بندگی کی
ترے در پہ جبیں آرزو ہے

تصدق کیوں نہ ہوں تجھ پہ دل و جاں
میں پروانہ ہوں میری شمع تو ہے

تری ذاتِ حسیں کا میں ہوں مظہر
مری صورت کے آئینے میں تو ہے

مرا ہر اشک ہے افسانۂ غم
مرے ہر اشک میں دِل کا لہو ہے

ہے تیری ذات پر مجھ کو بھروسہ
مرے عزم و یقیں کی جان تو ہے

مہک اُٹھا خیالوں کا گلستاں
نظر میں تیری زلفِ مشک بو ہے

مرے ہر سانس میں ہے تیری خوشبو
میں تیرا ہوں مری آواز تو ہے

کئے سیراب میں نے دشت و صحرا
مرا ذوقِ جنوں اب سرخرو ہے

تری ہستی سے رونق ہے جہاں کی
ترا جلوہ جہاں میں چار سو ہے

دلِ وحشی تری وحشت کے صدقے
عجب انداز کا دیوانہ تو ہے

تمہارا کہہ رہی ہے مجھ کو دنیا
تمہارے ہاتھ میری آبرو ہے

نظر صادق کی ہے تیرے کرم پر
خطائیں بخش دینا تیری خو ہے

نظروں نے تری اُس گُلِ خنداں کو چُنا ہے
اُلفت کے لئے جانِ گلستاں کو چُنا ہے

کیا پیش کریں تجھ کو محبت کی طلب میں
بس ہم نے پئے نذر دل و جاں کو چُنا ہے

رازِ حرم و دیر سے واقف ہے مرا دل
سجدوں نے ترے کوچۂ جاناں کو چُنا ہے

دل اپنا نہیں بادۂ رنگیں کا طلب گار
ہم نے نگہِ ساقیٔ دوراں کو چُنا ہے

اُس رشکِ مسیحا سے لگا رکھی ہے اُمیّد
بیمارِ غمِ عشق ہوں، درماں کو چُنا ہے

فردوس مُبارک ہو تجھے طالبِ فردوس
صادق نے تو سنگِ درِ جاناں کو چُنا ہے

نگاہیں تھیں جن کی چراغوں کی ضو تک
نہ پہنچے مرے دل کے داغوں کی ضو تک

یہ خورشید و مہتاب اب تک نہ پہنچے
ترے میکدے کے ایاغوں کی ضو تک

شب ہجر کہتا ہے جس کو زمانہ
یہ ہے آنسوؤں کے چراغوں کی ضو تک

کوئی بھی نہ سمجھا کوئی بھی نہ پہنچا
ہمارے تمہارے دماغوں کی ضو تک

ہے انفاس کا سلسلہ ٹوٹنے کو
یہ صادق ہیں شب کے چراغوں کی ضو تک

وہ بھی وقت آیا تھا جب وہ زیبِ فرازِ بام ہوئے
لیکن تابِ دید کسے تھی اہلِ نظر ناکام ہوئے

رفتہ رفتہ جوشِ جنونِ عشق ہمیں راس آ ہی گیا
ہر لمحہ تسکینِ دل کو اُن کے جلوے عام ہوئے

اُن کا کیف ہے اُن کی مستی اُن کی ہستی رشکِ جہاں
ساقی کی آنکھوں سے میسّر جن رندوں کو جام ہوئے

وہ آنکھیں وہ زلفیں وہ رُخ وہ غمزے وہ ناز و ادا
کس نے اسیرِ دام کیا ہم خود ہی اسیرِ دام ہوئے

ہم ہیں سراپا عشق و محبت ہم ہیں امینِ سازِ وفا
روزِ ازل سے اپنا مقدر درد و غم و آلام ہوئے

مجھ کو مٹانے میں اے صادق دُنیا تو سرگرم رہی
لیکن اُن کی یاد کے لمحے جینے کا پیغام ہوئے

سیکڑوں غنچوں میں روحِ گلستاں کوئی نہ تھا
آپ جیسا خوبروئے دو جہاں کوئی نہ تھا

عشق کی دُنیا میں میرا رازداں کوئی نہ تھا
صرف میں تھا اور وہ تھے درمیاں کوئی نہ تھا

رہگذر میں اُن کی مجھ سا بے نشاں کوئی نہ تھا
جُز مرے میرا شریکِ داستاں کوئی نہ تھا

آپ نے جلوہ دکھا کر بخش دی مجھ کو حیات
ورنہ پہلے آرزوئے دل کا جہاں کوئی نہ تھا

کیا ہوا کس طرح یہ سرمایۂ دل جل گیا
دل میں جب تیرے سوا جلوہ کناں کوئی نہ تھا

عشق آگے لے کے پہنچا سرحدِ ادراک سے
مجھ سے اس منزل میں پہلے کارواں کوئی نہ تھا

کیسے مل جاتا ملائک کو ہمارا مرتبہ
اُن میں ہم سا حاملِ دردِ نہاں کوئی نہ تھا

حادثے صادق جو پیش آئے ہیں راہِ زیست میں
وہ مرے مقسوم میں تھے امتحاں کوئی نہ تھا

٭٭

نگارخانۂ شیشہ گراں کی بات کریں
جہاں کو دیکھیں فدائے جہاں کی بات کریں

ہم اہلِ عشق نہ سود و زیاں کی بات کریں
نفس نفس اسی جانِ جہاں کی بات کریں

ابھی سے ذکر ہے کیا منزلِ آشنائی کا
ابھی تو گردِ رہِ کارواں کی بات کریں

ہمیں تو تجھ سے تعلق ہے تجھ سے مطلب ہے
زمانے والے بہار و خزاں کی بات کریں

جو چاہتے ہیں کہ روشن ہوں زیست کی راہیں
وہ تیری رہگذرِ کہکشاں کی بات کریں

کوئی بھی محرمِ اسرارِ غم نہیں ملتا
کسی سے کیا غمِ سوزِ نہاں کی بات کریں

بہار جن کو ملی ہے کریں وہ ذکرِ بہار
اُجڑنے والے غمِ آشیاں کی بات کریں

ہمارے ظرفِ وفا کا یہی تقاضا ہے
رہیں قفس میں مگر گلستاں کی بات کریں

اگر نہ بات کریں کوئے دوست کی صادق
غمِ زمانہ کے مارے کہاں کی بات کریں

ترے دیوانے تیرے سایۂ دامن میں رہتے ہیں
جاہلِ ہوش ہیں وہ اک ترا انجمن میں رہتے ہیں

غرض کیا ہے کلیم و طور کا افسانہ ہم چھیڑیں
ترے جلوے نظر کی وادیٔ ایمن میں رہتے ہیں

نہیں کچھ بھی فقط اپنی نظر کی نارسائی ہے
یہ سب کہنے کی باتیں ہیں کہ وہ چلمن میں رہتے ہیں

جہانِ زندگی میں ہر طرف رقصِ بہاراں ہے
ترے قسمت! وہ میری زیست کے گلشن میں رہتے ہیں

سوا میرے اب ان اشکوں کی قیمت کون سمجھے گا
جو پلکوں سے ڈھل کر آپ کے دامن میں رہتے ہیں

مجھے معلوم ہے انجام فرطِ شادمانی کا
ہزاروں رنج و غم صادق مرے دامن میں رہتے ہیں

آپ اگر ہم کو عطا دیدۂ بینا کرتے
ہر طرف آپ کے جلوؤں ہی کو دیکھا کرتے

آپ نے اپنی حقیقت ہی چھپا رکھی ہے
ورنہ سب اہلِ جہاں آپ کی پوجا کرتے

آپ کے در کو سمجھتے ہیں جو کعبہ اپنا
آپ ہی کہیے کہاں جا کے وہ سجدہ کرتے

اک زمانے سے ہوں اُمیدِ کرم پر زندہ
چشمِ رحمت سے مرے غم کا مداوا کرتے

قافلے والوں میں میرا بھی بھرم رہ جاتا
میری منزل سے جو تم مجھ کو شناسا کرتے

التجا اتنی ہے صادق کی شہِ کون و مکاں
اپنے جلوؤں سے مرے دل میں اُجالا کرتے

دل سراپا نور ہونے تو لگا
جلوہ گاہِ طور ہونے تو لگا

چشمِ ساقی کی عنایت کے طفیل
تشنہ لب مخمور ہونے تو لگا

ضَوفشاں دل میں بہ فیضِ عشقِ دوست
جذبۂ منصور ہونے تو لگا

وہ تصوّر میں مرے رہنے لگے
ہجر کا غم دُور ہونے تو لگا

رنگ لایا میرے تغزل کا سُرور
اک جہاں مخمور ہونے تو لگا

وہ مرے حالِ زُبوں کو دیکھ کر
لُطف پر مجبور ہونے تو لگا

عشق کی تکمیل بھی ہو جائے گی
اُن کا دل مسحُور ہونے تو لگا

اور کیا درکار ہے اے عشقِ دوست
درد سے دل چوُر ہونے تو لگا

شکر ہے صادق بھی شہرِ عشق میں
آپ کا مشہور ہونے تو لگا

⁂

چراغِ راہِ محبت وہ ہستیاں نہ ہوئیں
جو مِٹ کے تیرے لئے گردِ کارواں نہ ہوئیں

تو لاکھ پردۂ دل میں چھپ کر نہ چھپ سکا ہم سے
حقیقتیں تری ظاہر کہاں کہاں نہ ہوئیں

رہے جہان کے جور پر ستم کے بعد ستم
نگاہیں اُن کی مگر مجھ سے بدگماں نہ ہوئیں

جو تیرے عاشق و شیدا نہ ہو سکے دل سے
نصیب ان کو محبت کی تلخیاں نہ ہوئیں

ابھی ہے جذبۂ وحشت میں کچھ کمی شاید
جو میرے جامۂ ہستی کی دھجیاں نہ ہوئیں

ہزار شعرِ حسیں سے حسیں کہے صادق
جمالِ دوست کی کیفیتیں بیاں نہ ہوئیں

جب کوئی بزم سے محرومِ کرم جاتا ہے
آپ کی بندہ نوازی کا بھرم جاتا ہے

تیرے بیمارِ محبت کو ہمیشہ کے لئے
نیند آجائے گی اے جاں کوئی دم جاتا ہے

جب کوئی بات بگڑ جاتی ہے بنتے بنتے
میرا کیا جاتا ہے تیرا ہی بھرم جاتا ہے

تشنہ رہ جاتا ہے جب رندِ خرابات کوئی
آپ کی مست نگاہی کا بھرم جاتا ہے

اک نظر اب تو ذرا عاشقِ صادق کی طرف
تیرے کوچے سے ترا بندۂ غم جاتا ہے

آپ کی چشمِ کرم جینے کا ساماں ہو گئی
میری دُنیائے محبت بھی درخشاں ہو گئی

جب تمہاری ذات میرے دل میں مہماں ہو گئی
میری ہستی محرمِ اسرارِ پنہاں ہو گئی

جس کی ہستی آپ کے قدموں پہ قرباں ہو گئی
اس کو حاصل عشق میں معراجِ عرفاں ہو گئی

آپ کی ہستی سراپا حُسن کی تنویر ہے
آپ کے جلوؤں سے ہر محفل درخشاں ہو گئی

دل کا کاشانہ کسی ظلمت کدے سے کم نہ تھا
آپ کی نسبت سے شمعِ دل فروزاں ہو گئی

داورِ محشر نے صادق کی خطائیں بخش دیں
میری چشمِ نم مری بخشش کا ساماں ہو گئی

○

آپ کے پیغام روز و شب ملے
تشنہ لب کو جام روز و شب ملے

عشق کے انعام روز و شب ملے
سیکڑوں الزام روز و شب ملے

تم مرے دل میں سما جاؤ اگر
رُوح کو آرام روز و شب ملے

جو رہے تیری نگاہوں پر نثار
دل وہ زیرِ دام روز و شب ملے

مل گیا دل کو مرے کیفِ دوام
اُس نظر کے جام روز و شب ملے

زندگی پر آ گیا صادق نکھار
وہ حسیں آلام روز و شب ملے

میری نظر سے دُور کبھی تُو نہیں رہا
تاریک میری زیست کا پہلو نہیں رہا

غم خانۂ حیات ترے دم سے ہے حسین
کچھ بھی نہیں رہے گا اگر تُو نہیں رہا

کیوں ہوش آ رہا ہے ترے دلفگار کو
کیا اب تری نگاہ میں جادو نہیں رہا

بے آسرے ہوئے ہیں وہاں آسرے تمام
دُنیائے زندگی میں جہاں تو نہیں رہا

جلووں سے تیرے بزمِ جہاں لالہ زار ہے
کب زینتِ بہارِ چمن تو نہیں رہا

حسن و جمالِ دہر تھا کچھ ایسا دلفریب
عالم کو اپنے آپ پہ قابو نہیں رہا

عصیاں کا وہ ہجوم ہے میری حیات میں
بخشش کا جیسے اب کوئی پہلو نہیں رہا

صادق ہے تیرے حال پہ ساقی کا لطفِ خاص
محرومِ التفات کبھی تو نہیں رہا

٭

وہ روٹھ گئے، اک حشر اٹھا طوفان - کنارے لے ڈوبے
ارمان بھرے دل کی کشتی اُمڈے ہوئے دھارے لے ڈوبے

جب شامِ الم سر پہ آئی تو اشک ہمارے لے ڈوبے
تھا ناز بہت ہم کو جن پر ہم کو وہ سہارے لے ڈوبے

اِک آگ ہے میرے سینے میں اک درد کا طوفاں ہے دل میں
اُس برقِ نظر سے کیا شکوہ جب اپنے شرارے لے ڈوبے

کیوں غرقِ نشاطِ جام نہ ہوں ہیں بادہ گُسارِ روزِ ازل
ساقی کی نگاہوں سے ہم کو رنگین اشارے لے ڈوبے

جب اُن کی طرف سے کوئی بھی پیغام نہ آیا اے صادق
اُمیدوں کے بندھن ٹوٹ گئے آلام کے دھارے لے ڈوبے

ہجر کی رات جو تارے ٹوٹے
غم کے ماروں کے سہارے ٹوٹے

اُن کا اندازِ تکلّم توبہ
پھول بکھرے کہ شرارے ٹوٹے

تیرے بیمار کا درماں نہ ہوا
چارہ سازوں کے سہارے ٹوٹے

مل گئی منزلِ مقصد آخر
حوصلے جب نہ ہمارے ٹوٹے

ہم نے ہر موج کو ساحل سمجھا
جب تلاطم سے کنارے ٹوٹے

غم کا حاصل ہے یہی اے صادقؔ
سلسلے زیست کے سارے ٹوٹے

محبت کی بدولت حسنِ عالم گیر دیکھیں گے
سراپا عشق بن کر ہم ترِی تصویر دیکھیں گے

کبھی تو خواب ہستی کی حسیں تعبیر دیکھیں گے
جدھر نظریں اٹھائیں گے ترِی تصویر دیکھیں گے

گلستاں در گلستاں جب تری تنویر دیکھیں گے
تو ہر غنچے میں ہر گل میں ترِی تصویر دیکھیں گے

جہانِ رنگ و بو میں آپ کے جلوے بہت دیکھے
اب اپنے آئینے میں آپ کی تصویر دیکھیں گے

انھیں کچھ امتحاں منظور ہے میری محبت کا
بٹھا کر روبرو مجھ کو مری تصویر دیکھیں گے

ترے رُخ کی تجلی جذب کر لی اپنی ہستی میں
مجھے اب دیکھنے والے تری تصویر دیکھیں گے

طواف اپنی ہی ہستی کا کریں گے تیرے دیوانے
جب اپنے کعبۂ دل میں تری تصویر دیکھیں گے

وہ جو چاہیں سزا دیں میرے اس جرم محبت کی
مری فردِ عمل میں عشق کی تصویر دیکھیں گے

مزا اُس وقت آئے گا مرے ذوقِ محبت کا
وہ دُنیا سے چھپا کر جب مری تصویر دیکھیں گے

سرِ محفل جب اہلِ دل سُنیں گے میری غزلوں کو
مرے اشعار میں صادق مری تصویر دیکھیں گے

○

محبت میں کبھی احساسِ رسوائی نہیں ہوتا
جسے ہو خوفِ رُسوائی وہ سودائی نہیں ہوتا

مقدر ہی سے ذوقِ دید کی توفیق ہوتی ہے
ہر اک دل آپ کے جلووں کا شیدائی نہیں ہوتا

نوازا ہے جسے بھی آپ نے اپنی محبت سے
وہ دُنیا کی کسی شے کا تمنائی نہیں ہوتا

اُلجھ کر رہ گیا ماحول کی زُلفوں میں دل جس کا
وہ انساں اپنی ہستی کا شناسائی نہیں ہوتا

بنایا ہے تماشا مجھ کو میری وحشتِ دل نے
زمانہ خود کسی کا بھی تماشائی نہیں ہوتا

ترے غم کے سوا بیمارِ ہجراں کا زمانے میں
کسی سے بھی علاجِ شامِ تنہائی نہیں ہوتا

تری خاطر جو رکھ لیتا ہے دل میں غم زمانے کے
پھر اس کا چاک دامانِ شکیبائی نہیں ہوتا

تم اپنے چاہنے والے سے کیوں آنکھیں چراتے ہو
تمہارا چاہنے والا تماشائی نہیں ہوتا

ہمیں اپنی فقیری پر بجا ہے ناز جو کچھ ہے
لباسِ فقر میں کیا حسنِ دارائی نہیں ہوتا

خیال ان کا انھیں کی یاد ہے اُن کا تصوّر ہے
جہاں میں ہوں وہاں احساسِ تنہائی نہیں ہوتا

خدا کا شکر کر صادق جہاں کا بندۂ زر ہے
ہر اک دل کو عطا ذوقِ جبیں سائی نہیں ہوتا

٭

جمالِ دوست کی تصویر بن گیا ہوں میں
حسین خواب کی تعبیر بن گیا ہوں میں

تجلیاں رُخِ روشن کی جذب کر لی ہیں
چراغِ طور کی تنویر بن گیا ہوں میں

بنا دیا مجھے عادل تری نگاہوں نے
زہے نصیب جہانگیر بن گیا ہوں میں

جو اہلِ دل ہیں بصد شوق دیکھتے ہیں مجھے
تمھارے ہاتھ کی تحریر بن گیا ہوں میں

وہ حادثات محبت میں پیش آئے ہیں
حدیثِ عشق کی تفسیر بن گیا ہوں میں

نصیب ہے مرے دل کو متاعِ بیداری
تمھارے عشق کی جاگیر بن گیا ہوں میں

بگولے دشت میں اُٹھے ہیں خیر مقدم کو
جنوں کی حرمت و توقیر بن گیا ہوں میں

گدا نواز نگاہوں سے ہے اُمیدِ کرم
سراپا لغزش و تقصیر بن گیا ہوں میں

کسی نے اپنا بنایا ہے جب سے صادق
دُعا کے واسطے تاثیر بن گیا ہوں میں

⁂

حدیثِ عشق کی تعلیم پروانوں سے ملتی ہے
وفا کی روشنی ان سوختہ جانوں سے ملتی ہے

یہ دُنیا کیا سمجھ سکتی ہے اس رازِ محبت کو
تمہارے غم کی دولت کتنے ارمانوں سے ملتی ہے

ہمیں خود بھٹکے ہوئے شیخ و برہمن کیا بتائیں گے
خرد والوں کو منزل تیرے دیوانوں سے ملتی ہے

مسلسل جستجو کے بعد میں یہ راز سمجھا ہوں
حرم کو جانے والی راہ بُت خانوں سے ملتی ہے

وہی میکش امینِ رازِ میخانہ بھی ہوتے ہیں
جنھیں مستی تری آنکھوں کے پیمانوں سے ملتی ہے

نہ اپنوں سے غرض کوئی نہ بیگانوں سے کچھ مطلب
طبیعت تیرے دیوانوں کی دیوانوں سے ملتی ہے

نہ ہو معلوم کیسے اُن کو میری وجہِ بربادی
سفینے کی خبر ساحل کو طوفانوں سے ملتی ہے

تری شانِ کرم سب سے جُداگانہ ہے عالم میں
تری تمثیل کب دُنیا کے سُلطانوں سے ملتی ہے

حقائق کے لئے ٹکرا گئے صادق جو دُنیا سے
ہماری زندگی ایسے ہی انسانوں سے ملتی ہے

نذرانۂ محبت

قطبِ عالم، غوثِ ثانی حضرت الحاج مولانا محمد خوشحال شاہ صاحب کی خدمتِ عالی میں

اے "شہ خوشحال" اے مردِ مجاہد باکمال — تیرے اوصافِ حمیدہ کی نہیں کوئی مثال
زہد و تقویٰ نے ترے تجھ کو دیا حسن و جمال — یہ وہ دولت ہے حقیقت میں نہیں جس کو زوال

تیرے آئینے میں حسنِ یار کی تصویر ہے
تو شہنشاہِ حسنؒ کے خواب کی تعبیر ہے

تجھ کو حاصل ہے متاعِ اعتبارِ زندگی — چار سانسوں پر نہیں ہے انحصارِ زندگی
ہے زمانے سے جدا تیرا شعارِ زندگی — تیرے قدموں پر تصدق ہے وقارِ زندگی

"قادری دلوالعلائی" بزم کا ہے تو چراغ
تا ابد کھلتا رہے تیری تمناؤں کا باغ

تیری ہستی کو بنایا ہے خدا نے بے نظیر
تُو سخی ابن سخی ہے تو امیر ابن امیر
مہرباں تجھ پہ ہوئے ہیں اس قدر پیرانِ پیر
تُو ہر اک مجبور و بیکس کے لئے ہے دستگیر

تیری درویشی فقیری کو پہنچ سکتا ہے کون
تو جہاں ہے اُس امیری کو پہنچ سکتا ہے کون

مرتبہ تیرا زمانے نے ابھی سمجھا نہیں
تیرا دل ہے آج اسرارِ الٰہی کا امیں
تُو حقیقت کا اک ایسا آئینہ ہے بالیقیں
قطبِ عالم، غوثِ ثانی ہے تری ذات میں

وہ درخشانی و تابانی تری میراث ہے
تاج و تخت و ملکِ عرفاں تری میراث ہے

تیرا ہر حسنِ عمل اس بات کی تصدیق ہے
تُو نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ تری تحقیق ہے
میری نظروں میں تو اپنے وقت کا صدیق ہے
یہ خدا کے دو جہاں کی دی ہوئی توفیق ہے

تجھ پہ دامانِ محمد مصطفٰے استوار ہے
تیری مستی آج محبوبِ شہ ابرار ہے

نغمۂ توحید دُنیا کو سُنانا ہے ابھی
نقشِ باطل کا ہر اک دل سے مٹانا ہے ابھی
شیخ کی تعلیم کا سکّہ جمانا ہے ابھی
تجھ کو دُنیا کے ہر اک گوشے میں جانا ہے ابھی

تیری نسبت تیرے صادق کا ہے یہ صادق یقیں
ہے تری ذاتِ گرامی وارثِ دینِ متیں

۱۶ر فروری ۱۹۷۸ء

رُباعیّاتؒ

رحمٰن و رحیم

خلّاقِ دو عالم ہے تری ذاتِ عظیم
حالِ دلِ مجبور سے واقف ہے کریم
صادقؔ کا یقین اور بھروسہ تو ہے
ہے تیرا سہارا اُسے رحمٰن و رحیم

○

اندازۂ رحمت

ایسی بھی عنایت کوئی کرسکتا ہے
بندے سے محبّت کوئی کرسکتا ہے
مانا مرے عصیاں تو بہت ہیں صادقؔ
اندازۂ رحمت کوئی کرسکتا ہے

صدقۂ محمدؐ

بندہ ہوں ترا اور گنہگارِ عظیم
شرمندہ ہوں اعمال سے اے ربِّ کریم
صدقے میں محمدؐ کے مجھے بخش دے تو
ہے ذاتِ مقدّس تری رحمٰن و رحیم

○

طفیلِ شہِ خوباںؐ

مٹ جائیں مرے دل سے خیالاتِ زیاں
سمجھے گا بھلا کون مرا سوزِ نہاں
کر دے نظر انداز خطائیں میری
یارب یہ طفیلِ شہِ خوبانِ جہاں

جمالِ مدینہ

جلوؤں سے مزیّن ہے تخیّل میرا
اک وادیٔ ایمن ہے تخیّل میرا
ہے میری نگاہوں میں مدینے کا جمال
عرفان کا گلشن ہے تخیّل میرا

○

مدارِ توحید

صدیقؓ و عمرؓ سے ہے بہارِ توحید
عثمانؓ و علیؓ سے ہے وقارِ توحید
حسنینؑ کے صدقے میں ہے شاداب چمن
محبوبؐ ہیں خالق کے مدارِ توحید

عشقِ شہِ لولاکؐ

اک جذبۂ بیباک طلب کرتا ہوں
حق راہ کا اِدراک طلب کرتا ہوں
کچھ اور نہیں میری تمنّا، یارب
عشقِ شہِ لولاکؐ طلب کرتا ہوں

○

دامنِ محبوبؐ

گلپوشں تمنّاؤں کا گلشن نہ چھُٹے
اس بادہ سرجوش کا خرمن نہ چھُٹے
چھُٹ جائے مرے ہاتھ سے دُنیا لیکن
یارب ترے محبوبؐ کا دامن نہ چھُٹے

اَنوارِ الٰہی

مجھ کو بھی اُسی راہ کا راہی کہیئے
جس راہ کی غربت کو بھی شاہی کہیئے
سرسبز مدینے کے گلی کوچوں کو
سرچشمۂ اَنوارِ الٰہی کہیئے

○

اُمیدوں کا ساحل

اے جذبۂ دل سوئے مدینہ لے چل
مشکل ہے بہت ہجر کا جینا لے چل
ساحل تو وہی ہے مری اُمّیدوں کا
لے چل مری ہستی کا سفینہ لے چل

شہِ کون و مکاںؐ

جب سُوئے مدینہ سفر اپنا ہوگا
پھر مجھ کو عطا دیکھئے کیا کیا ہوگا
رحمت کا خزانہ ہیں شہِ کون و مکاںؐ
جو ہوگا مُقدّر میں وہ اچھّا ہوگا

○

شوقِ زیارتؐ

جنّت مری مولاؐ کے مدینے میں ہے
پونجی مِری طیبہ کے خزینے میں ہے
گھڑیاں غمِ ہجراں کی کٹیں گی کیوں کر
اِک شوقِ زیارت ہے جو سینے میں ہے

جانِ حزیں

یہ کون مدینے میں مکیں ہے یارب
طیبہ کی زمیں عرشِ بریں ہے یارب
بیتاب ہیں آنکھیں اُسے کیونکر دیکھیں
بے چین مری جانِ حزیں ہے یارب

○

ادائے دلکش

اٹکھیلیاں کرتی ہوئی پھولوں سے نسیم
چھو آئی مگر دامنِ زریں موجِ شمیم
کس طرح اُڑا لائی ادائے دلکش
کیا طوف کر آئی نشۂ خوباں کا حریم

تمنّائے ساحل

رحمت کے خزینے کی تمنّا ہی رہی
بس دل میں مدینے کی تمنّا ہی رہی
بندہ کبھی پہنچے سرِ ساحل یا رب
یہ میرے سفینے کی تمنّا ہی رہی

○

راہِ طیبہ

جلووں سے درخشندہ ہے راہِ طیبہ
صد شکر کہ پائندہ ہے راہِ طیبہ
بھٹکے ہیں نہ بھٹکیں گے مسافر جس میں
واللہ وہ تابندہ ہے راہِ طیبہ

ہادیِ دوراں

اے نائبِ یزداںؐ تو مرا ایماں ہے
اے ہادیِ دوراںؐ تو مرا ایماں ہے
محکم ہے مرے حسنِ یقیں کی بنیاد
اے صاحبِ قرآںؐ تو مرا ایماں ہے

○

قرآن ہی قرآن

ایمان ہی ایمان ہیں تیری آنکھیں
عرفان ہی عرفان ہیں تیری آنکھیں
اے رحمتِ عالم ترے جلووں کی قسم
قرآن ہی قرآن ہیں تیری آنکھیں

رحمتِ کونین

ایمان کی تنویر نظر آتی ہے
قرآن کی تفسیر نظر آتی ہے
اے رحمتِ کونین تِری صورت میں
اللہ کی تصویر نظر آتی ہے

شہنشاہِ اُمم

اللہ کے محبوبؐ، حبیبِؐ عالم
پیغمبرِ کونینؐ رسولِ اکرمؐ
بیدارئ دل مجھ کو عطا فرما دو
حسنینؑ کے صدقے میں شہنشاہِ اُممؐ

نگاہِ رحمت

الطاف سراپا ہے تری ذاتِ مبیںؐ
فریاد ہے اے گنبدِ خضرا کے مکیںؐ
محتاجِ کرم پر بھی نگاہِ رحمت
لاریب گنہگار ہوں انکار نہیں

○

سرورِ کونینؐ

آلام کے طوفاں سے نکالو مجھ کو
ہوں غرق گناہوں میں بچالو مجھ کو
اے سرورِ کونینؐ شہنشاہِ اُممؐ
رحمت کا سہارا دو سنبھالو مجھ کو

سرکارِ مدینہ

ہے دست کرم آپ کا دستِ یزداں
بھر دیجئے سرکارِ مدینہ دا ماں
اُمّید لگا رکھی ہے کب سے میں نے
مجھ پر بھی نظر کیجئے شاہِ خُوباں

○

ساقیٔ کوثر

خالق نے بنایا تمھیں سرور آقا
ہے نام تمھارا مرے لب پہ آقا
مخمور بنا دو مجھے بیخود کر دو
کہتے ہیں تمھیں ساقیٔ کوثر آقا

نیّرِ تاباں

پردہ رُخِ روشن سے اُٹھایا واللہ
جلوؤں سے دو عالم کو سجایا واللہ
اے ماہِ مبیںؐ، نیّرِ تاباںؐ تُو نے
کونین کو پُرنور بنایا واللہ

○

قبلۂ عالمؐ

تُو قبلۂ عالم ہے، تُو ہی کعبۂ دیںؐ
تیرے قدمِ پاک پہ رکھ دی ہے جبیں
بخشے کوئی منصب یہ تری مرضی ہے
صادقؔ کسی اعزاز کے قابل تو نہیں

مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

توحید کی دولت ہیں جنابِ حیدرؓ
انوارِ شریعت ہیں جنابِ حیدرؓ
برحق ہے گلستانِ حقیقت کی بہار
تصویرِ رسالتؐ ہیں جنابِ حیدرؓ

فاتحِ خیبرؓ

سرکارِ دو عالمؐ کی ضیا شاہِ نجفؓ
ہیں جانِ جہاں، شان و وفا شاہِ نجفؓ
زیبا ہے لقب فاتحِ خیبرؓ کا انھیں
سچ بات ہے، ہیں شیرِ خدا شاہِ نجفؓ

شیرِ یزداں

کتنے بڑے انسان ہیں شیرِ یزداں رضؓ
سلطانوں کے سلطان ہیں شیرِ یزداں رضؓ
ہیں قطب و ولی سائے میں اُن کے صادق
اللہ کا عرفان ہیں شیرِ یزداں رضؓ

آئینۂ قرآں

آئینۂ قرآں ہیں شہنشاہِ نجف رضؓ
کونین میں ذیشاں ہیں شہنشاہِ نجف رضؓ
حق بات کے کہنے میں مجھے عار نہیں
صادق مرا ایماں ہیں شہنشاہِ نجف رضؓ

شہیدِ اعظم حضرت امام حسینؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایمان ہے قرآن کے پارے ہیں حسینؓ
معراج کی منزل کے اشارے ہیں حسینؓ
ہر گام پہ محسوس یہ ہوتا ہے مجھے
عرفان کی راہوں میں سہارے ہیں حسینؓ

○

چراغ توحید

لائے ہیں ازل ہی سے دماغ توحید
روشن ہے شہ دیںؓ سے چراغ توحید
خونناب سے سینچے ہیں بُرا ثمار شجر
شاداب ہے سرسبز ہے باغ توحید

رضائے حق

مجھ سے کوئی پوچھے تو سہی کیا ہیں حسینؓ
اک عارفِ حق، نورِ سراپا ہیں حسینؓ
گھربار لٹائے ہیں، رضائے حق پر
اللہ کی مرضی سے شناسا ہیں حسینؓ

آئینۂ تطہیر

حق راہ کی تنویر حسینؓ آئے ہیں
آئینۂ تطہیر حسینؓ آئے ہیں
لاریب تمھیں کہئے، شہیدِ اعظمؒ
ایثار کی تصویر حسینؓ آئے ہیں

رفعتِ شبیرؓ

آئینِ شریعت کوئی سمجھے تو سہی
اسرارِ حقیقت کوئی سمجھے تو سہی
آئینۂ تسلیم و رضا ، بندۂ حق
شبیرؓ کی رفعت کوئی سمجھے تو سہی

○

بخشش کی سبیل

سرکارِ دو عالمؐ کے دُلارے ہیں حسینؓ
ارمانِ علیؓ زہرہؓ کے پیارے ہیں حسینؓ
ہیں اُمتِ جد کے لئے بخشش کی سبیل
اللہ کی رحمت کے اشارے ہیں حسینؓ

غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مخلوق میں ذی شان ہیں غوث الاعظم رح
فیضان ہی فیضان ہیں غوث الاعظم رح
ملتی ہے یہاں دونوں جہاں کی نعمت
کونین کے سلطان ہیں غوث الاعظم رح

○

شہ جیلانی رح

اے میرے مہاراج شہ جیلانی رح
ہے کون مرا آج شہ جیلانی رح
میں بھی ہوں ترے در کے غلاموں میں شمار
میری بھی رہے لاج شہ جیلانی رح

روشنیٔ قلب

اللہ نے بخشی ہے تمھیں تابانی
زیبا ہے زمانے کی تمھیں سلطانی
کچھ روشنیٔ قلب عطا فرمادو
صدقے میں محمد ﷺ کے شہِ جیلانی رحؒ

پیکرِ الطاف

اے پیکرِ الطاف، حبیبِ ثانیؒ
اک حشر کا میداں ہے جہانِ فانی
صادق کو بھی دامانِ کرم میں رکھنا
یہ سگ بھی تمھارا ہے شہِ جیلانی رحؒ

سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سنجری رح

اے خواجۂ اجمیر رح معین و ہمدم
مشہورِ زمانہ ہے ترا بابِ کرم
مجھ پر بھی عنایت کی نظر ہو جائے
میں بھی ہوں سوالی رہے میرا بھی بھرم

سلطان الہند رح

دُنیا کے ہیں ہر روز نئے جور و ستم
بے یار و مددگار ہوں رکھ لینا بھرم
اے ہند کے سلطان رح، حبیبِ مولیٰ
ہو "خواجہ عثمان رح" کے صدقے میں کرم

خواجہ سنجرؒ

اجمیر کے دولہا مرے خواجہ سنجرؒ
ہیں حسن میں یکتا مرے خواجہ سنجرؒ
کونین کی نعمت سے نوازیں گے مجھے
صادقؔ مرے مولا مرے خواجہ سنجرؒ

○

سُنہری گنبد

اجمیر کے راجہؒ کا سُنہری گنبد
اِک ہند کے داتاؒ کا سُنہری گنبد
آئینۂ ایمان و یقیں، مرکزِ فیض
صادقؔ مرے خواجہؒ کا سُنہری گنبد

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ

عکسِ شہِ ابرار ہیں قطب الاقطابؒ
ہر سمت ضیا بار ہیں قطب الاقطابؒ
خالی نہیں جاتا کوئی اُن کے در سے
وہ مالک و مختار ہیں قطب الاقطابؒ

دستِ کرم

بیکس کے نگہبان ہیں قطب الاقطابؒ
ہر درد کے درمان ہیں قطب الاقطابؒ
سر پر ہے مرے دستِ کرم حضرتؒ کا
صادق مرے سلطاں ہیں قطب الاقطابؒ

حضرت خواجہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ

ہیں شیریں سخن غنچہ دہن بابا فریدؒ
ہیں "چشت" کا شادابِ چمن بابا فریدؒ
اس نسبتِ عالی کا نہیں کوئی جواب
ہیں گنج شکر قطبِ زمن بابا فریدؒ

○

تسکینِ دل و جاں

بخشا ہے خداوند نے وہ بختِ سعید
محسن ہیں معاون ہیں مرے بابا فریدؒ
پھر کیوں نہ ہو تسکینِ دل و جاں حاصل
صادق مرا ایمان ہے اُن کی تقلیدؒ

حریق المحبت حضرت خواجہ جمال الدین ہانسویؒ

ہر دل کی تمنا ہیں شہِ قطبِ جمالؒ
ہر غم کا مداوا ہیں شہِ قطبِ جمالؒ
جو اہلِ بصیرت ہیں وہی سمجھیں گے
عالم کے مسیحا ہیں شہِ قطبِ جمالؒ

منزلِ عرفاں

وہ افضل و کامل ہیں شہِ قطبِ جمالؒ
ہر راز کے حامل ہیں شہِ قطبِ جمالؒ
رہرو یہ سمجھ لیں یہ زبانِ صادق
عرفان کی منزل ہیں شہِ قطبِ جمالؒ

حضرت خواجہ مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیریؒ

انوارِ مجسّم علی احمد صابرؒ
اسرار کے محرم علی احمد صابرؒ
جس دل سے ہوئے حضرتِ بابا کے مرید
ہیں جانِ دو عالم علی احمد صابرؒ

مخدومِ زمانہ

اُلفت کا خزانہ علی احمد صابرؒ
دُنیا میں یگانہ علی احمد صابرؒ
ہر اہلِ محبت کی نظر میں صادق
مخدومِ زمانہ علی احمد صابرؒ

سُلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوبِ الٰہیؒ

ہیں یوسفِ ثانیؑ انھیں دیکھیں یعقوبؑ
اللہ نے بخشا ہے یہ اعزاز بھی خوب
سُلطانِ مشائخؒ کا لقب زیبا ہے
محبوبِ الٰہیؒ ہیں جہاں کے محبوب

○

محبوبِ الٰہیؒ

دل اُس کا مثالِ گُل و غنچہ کھِل جائے
ہر زخم جگر تارِ نظر سے سِل جائے
بر آئیں مقدّر سے مُرادیں صادقؔ
جس کو درِ محبوبِ الٰہیؒ مِل جائے

مرشدی و مولائی سلطان الاولیا حضرت خواجہ محمد حسنؒ شاہ صاحب

کردار کی ضَو میں ہے محبّت کی ضیا
گفتار کی رو میں ہے محبت کی ضیا
صادق نہ ہو کیوں خواجہ حسنؒ پر صدقے
اس شمع کی لَو میں ہے محبّت کی ضیا

○

بیمارِ عشق

ہو عشق کے بیمار پہ بھی ایک نظر
اب اپنے طلب گار پہ بھی ایک نظر
اے خواجہ حسن جاں ہے تصدّق تجھ پر
صادق سے پرستار پہ بھی ایک نظر

حاجی محمد یسین خاں صادق دہلوی
کی
تصنیفات

۱- حریم نور ۔ نعت و سلام و منقبت۔
۲- نغمۂ روح ۔ غزلیات و نظمیات و قطعات۔
۳- راہِ صادق ۔ نعت و سلام و منقبت۔
۴- نگارِ صادق ۔ غزلیات۔
۵- آج کی آواز ۔ جس میں رُباعیات پانچ ابواب پر مشتمل ہیں ۔ مجاہدینِ آزادی، بھارت کے سپوت، آئینۂ حال، مزدور و سرمایہ دار اور پیغام۔
۶- شمعِ محبّت ۔ غزلیات، رُباعیات۔

ملنے کے پتے

۱- انجمن ترقی اردو بکڈپو ۔ اُردو بازار جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶
۲- مکتبہ جامعہ ۔ اردو بازار جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶
۳- سنٹرل بکڈپو ۔ اردو بازار جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶
۴- کتب خانہ رحیمیہ ۔ اردو بازار جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶